الحمدُ لِلّٰہِ وَالمِنّۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور
موافقوں کے لئے موجبِ زیادتِ ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشانِ آسمانی

جس کا دُوسرا نام

شہادت الملہمین

بھی ہے

از تالیفات مہدئ زمان و مسیح دوران مجدد الوقت

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ناشر:- ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اشاعت ۱۹۷۷ء تعدادِ طبع ۵۰۰۰

پیش لفظ

۱۸۹۲ء کے وسط میں جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر جالندھر کے بعد لدھیانہ تشریف لے گئے تو لدھیانہ میں قیام کے دوران آپ نے "نشانِ آسمانی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ جس کا دوسرا نام "شہادت الملہمین" بھی ہے۔

اس کتاب میں حضرت اقدس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ شاہ نعمت اللہ صاحب ولیؒ اور جمالپور ضلع لدھیانہ کے ایک درویش بزرگ مجذوب گلاب شاہ صاحبؒ کی اہم پیشگوئیوں کا شرح وبسط سے ذکر فرمایا جو ان بزرگوں نے سالہا سال قبل مسیح و مہدی کے متعلق کر رکھی تھیں۔ اور جو حضرت اقدس کی آمد سے روزِ روشن کی طرح پوری ہوئیں۔

"نشانِ آسمانی" میں حضرت اقدس نے اپنے دعویٰ کی صحت معلوم کرنے کے لئے قوم کے سامنے ایک آسان تجویز یہ بھی رکھی ہے کہ وہ آپ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق دو ہفتہ تک خدا تعالیٰ سے استخارہ کریں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ حضرت اقدسؑ کی اس لطیف تصنیف کو افادہ عام کی خاطر شائع کروا رہی ہے۔ کتاب کے مضامین کو سمجھنے اور بآسانی تلاش کرنے کے لئے ابتداء میں انڈکس بھی دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منوّر فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

فہرست مضامین "نشانِ آسمانی"

جس کا دوسرا نام "شہادت الملہمین" بھی ہے

سمجھ لو کہ سید احمد آگیا۔ کیونکہ مومن کنفس واحدہ ہوتے ہیں ص ۱۳

استخارہ

مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معلوم کرنے کیلئے استخارہ کا طریق ص ۵۹-۶۰

اشتہار

ضروری اشتہار مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو مبلغ بنانے اور اُن کیلئے کافی گذارہ کے لئے ذی مقدرت احباب کو چندہ دینے کی تلقین ص ۷۴-۷۵

الہامات

۱۔ ثمانین حولًا اوقریبًا من ذٰلک ص ۱

۲۔ مندرجہ براہین احمدیہ ص ۴۹۸ کا ترجمہ۔
ہر ایک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائے گا۔ اور خدا تجھ کو ترک نہیں کرے گا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلاوے۔ ص ۲۱

۳۔ کتاب الولی ذوالفقار علی ص ۲۲

۴۔ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء ص ۲۳

۵۔ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان ص ۲۳

۶۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الی آخرہٖ ص ۲۳

۷۔ "غازی" ص ۲۴

۸۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ص ۲۴

۹۔ حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ السلطان سیؤتی لہ الملک العظیم ص ۲۴

۱۰۔ علماء کی آوازیں لست مؤمنا۔
خدا تعالیٰ کی ندا قل انی اُمرت وانا اوّل المؤمنین۔
علماء کے بیخ کنی کے ارادے۔
خدا تم کی طرف سے الہام ینر بصون علیک الدوائر علیھم دائرۃ السّوء
ایک طرف ذلیل کرنے کے ارادے
خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ انی مھین من اراد اھانتک۔ اللّٰہ اجرک اللّٰہ یعطیک جلالک۔
ایک طرف فتوے دے رہیں کہ اس کی پیروی اور ہم عقیدگی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔
خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز آرہی ہے قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ

۱۱ - یبعث دجال نوحی الیھم من السماء کے مطابق لوگوں پر خوابوں کے ذریعہ تصدیق دعویٰ مسیح موعود ص ۵۸

ایلیاء

۱ - ایلیاء اور مسیح موعود کے دوبارہ ظہور کا قصہ مشابہ ہے۔ اور حدیث کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود کے قدم بقدم چلیں گے کا اس سے تعلق۔ ص ۱۰-۱۱

۲ - ایلیاہ کی آمد ثانی سے متعلق حضرت مسیحؑ نے فیصلہ کر دیا کہ اس سے مراد حضرت یحییٰؑ بن زکریا ہے۔ ص ۱۱ تا ۱۳

۳ - یہود نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کو اسی لئے قبول نہ کیا کہ سچے مسیح کے آنے کی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں یہی نشانی لکھی ہے کہ اس سے پہلے ایلیاہ آسمان سے اُترے گا۔ نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہوگا۔ ص ۱۲

ب
پیشگوئیاں

۱ - (ا) مجذوب گلاب شاہ کی پیشگوئی جو میاں کریم بخش جمالپوری نے ماہ مئی ۱۸۹۲ء کو دوبارہ لدھیانہ میں بالتفصیل بیان کی۔ میاں کریم بخش صاحب کو خدا تعالیٰ کا خوف اور حشر کا دن یاد دلا کر کہا گیا کہ اگر یہ ایک مشتبہ امر ہے یا خلافِ واقعہ ہے تو تمہارے سابقہ نیک اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اور جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔ میرے لئے ایمان ضائع نہ کرو۔ میں مفتریوں کو کتوں سے بدتر اور ناپاک سمجھتا ہوں۔ لیکن اُس نے نہایت رقت سے چشم پُر آب ہو کر بیان کی۔ ص ۷-۸

(ب) - یہ پیشگوئی تیس برس پہلے کی ہے گلاب شاہ مجذوب نے کہا۔ عیسیٰ جوان ہو گیا ہے۔ لدھیانہ آویگا تو دیکھیگا کہ مولوی انکار کریں گے وہ تفسیر کی غلطیاں نکالے گا۔ فیصلہ قرآن سے کرے گا۔ قادیان میں ہے (میاں کریم بخش نے پہلے اس قادیان کو سمجھا جو لدھیانہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) آنے والے عیسیٰؑ کا نام غلام احمد ہے۔ جب عیسیٰ لدھیانہ میں آوے گا تو اس کے بعد کال پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ص ۲۶ تا ۳۰

(ج) - گلاب شاہ مجذوب کی دوسری پیشگوئیاں جو

پوری ہوچکی ہیں ۔ ص ۳۶ تا ۳۹

۲۔ ہمارے سید و مقتدا رسول اللہ کی پیشگوئی
کہ اس امت کی اصلاح کے لیے ہر ایک
صدی پر اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرتا رہے گا
لیکن چودھویں صدی کے سر پر عظیم الشان
مہدی کا ظہور ہوگا ۔ ص ۲۶

۳۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

اس عاجز کی گذشتہ پیشگوئیاں تین ہزار
کے قریب ہیں جو اکثر استجابت دعا کے بعد
ظہور میں آئی ہیں ان میں سے دلیپ سنگھ
کے قصد ارادہ پنجاب میں ناکام رہنے
اور پنڈت دیانند کے فوت ہونے اور
شیخ مہر علی صاحب رئیس لدھیانہ کے ابتلاء
اور پھر رہائی کی نسبت پیشگوئی اور بٹالوی
صاحب کے مخالف ہو جانے کی نسبت
پیشگوئی ۔ ص ۵۳

ت

تبلیغ روحانی ص ۵۶

تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی
ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر تجرد
حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے ۔

یہی مرتبہ عیسویت کا ہے ۔ ص ۱۵

ح

حدیث

لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم ۔ یعنی
مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول
عیسیٰ بن جائے ۔ یعنی تبتل الی اللہ میں ایسا
کمال حاصل کرے جو فقط روح رہ جائے ۔
تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ
ہو جاتا ہے ۔ اور آسمان میں اس کا نام عیسیٰ
رکھا جاتا ہے ۔ ص ۱۵

حیات مسیحؑ

حیات مسیح کے عقیدہ پر الوہیت مسیح کی بنیاد
رکھی گئی ۔ ص ۱۶

د

دجالیت

۱۔ مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسب مضمون
اخلد الی الارض نفسانی نشیبوں کی طرف
جھکتا جھکتا گہری تاریکیوں کے غاروں میں
پڑ کر تاریکی مجسم ہو جائے ۔ ص ۱۵

۲۔ عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی
حقیقت کا ہونا ایک لازمی امر ہے ۔ کیونکہ

ضد ضد سے شناخت کی جاتی ہے۔ یہ دونوں حقیقتیں نبی صلعم کے وقت سے شروع ہیں۔ ابن صیاد کا آپؐ نے دجال نام رکھا اور حضرت علیؓ کو کہا کہ تجھ میں عیسیٰؑ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ص ۱۵-۱۶

۳۔ دجالیت کاملہ کے مقابلہ پر ضروری تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔ نبی کریم صلعم نے جن بد باتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی ہے اسی مجموعہ کا نام دجالیت ہے۔ ص ۱۶

۴۔ دجالیت کی تاریں آسمانی حربہ کے سوا کوئی کاٹ نہیں سکتا۔ اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں سکتا بجز اس کے جو آسمان سے اترے۔ سو عیسیٰ نازل ہو گیا۔ ص ۱۶

ر

رشتہ ناطہ

لوگوں نے یہاں تک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چھوڑ دیا ہے۔ ص ۵۴

روح اللہ

روح اللہ کی حقیقت دیکھو زیر حدیث "لا مہدی الا عیسیٰ"

ز

زکوٰۃ نہ دینے پر تہدید۔

قریب ہے کہ منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے۔ پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانت اسلام میں زکوٰۃ دی جائے کہ زکوٰۃ سے کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں۔ ص ۷۴

س

سلطان القلم

مسیح موعود اور مہدی سلطان القلم ہوگا اور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔ ص ۲۲

سید احمد (بریلوی) دیکھو "احمد"

سنت اللہ

کسی شخص کے دوبارہ ظہور سے متعلق ص ۱۱ دیکھو "ظہور ثانی"

ظ

ظہور ثانی

۱۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کامل فوت شدہ کے دوبارہ آنے کی کسی اہل کشف کے

ذریعہ سے خبر دے دیتا ہے۔ اور
مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اس شخص کی
طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا۔
مثلاً ملاکی نبی نے ایلیاہ کے دوبارہ
ظہور سے متعلق لکھا تھا۔ مگر حضرت
مسیحؑ نے انہیں کہا کہ ایلیاہ سے مراد
یوحنا زکریا کا بیٹا ہے۔ جو یحییٰ بھی
کہلاتا ہے۔ ص ۱۱

۲۔ یہودیوں کے اہل سنت والجماعت
کا اتفاق ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے
پر تھا۔ اُن کا اجماع مسیحؑ کے آنے
پاش پاش ہوگیا۔ ص ۱۲

ع

عزم

میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر
پھر اس کو اس وقت تک موقوف
نہ رکھا جائے جب تک خدا تعالیٰ
اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور
پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ
کے حربہ سے حقیقت دجالیت کو
پاش پاش نہ کرے۔ سلسلہ تالیف
کو بلا فصل جاری کرنے کے لئے میرا پختہ
ارادہ ہے۔ ص ۲۔۷۳

عقائد

نہ مجھے دعوائے نبوت و خروج از امت
اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور
لیلۃ القدر سے انکاری اور آنحضرت
صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل
ہوں۔ ص ۴۵

عیسیٰ موعود

دیکھو "مسیح موعود"

عیسیٰ نام کی عمومیت

ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ سے کیوں
چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو سخت
مکروہ چیزوں کا نام بھی عیسیٰ رکھا گیا ہے
برہان قاطع میں زیر لفظ عین لکھا ہے
عیسیٰ دہقان۔ کنایہ شراب انگوری
اور عیسیٰ نو ماہہ خوشہ انگور جس سے
شراب بنائی جائے۔ شراب انگوری کو
بھی کہتے ہیں۔

جس شخص کو اللہ جلشانہٗ اپنی قدرت
اور فضل خاص سے دجالیت موجودہ کے
مقابل عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے

ان کی نظر میں کافر ہے۔ ص ۲۹

عیسویت

عیسویت کی حقیقت یہ ہے کہ ظلماتِ جسمانیہ سے اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط رُوح باقی رہ جائے

(نیز دیکھو "دجالیت") ص ۱۵

ف

فتوائے تکفیر

۱۔ مَیں مثیلِ مسیح ہوں۔ مسیح کو بھی یہود کے فقیہوں اور فریسیوں نے یہی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا۔

۲۔ بٹالوی نے فتویٰ تیار کرنے میں تین قسم کی خیانت کی ہے۔

اوّل: بعض لوگ جو مولویت اور فتویٰ دینے کا منصب نہیں رکھتے تھے وہ صرف مکفرین کی تعداد بڑھانے کے لئے مفتی قرار دیئے گئے۔ ص ۶۳

دوم: جو علم سے خالی علانیہ فسق و فجور میں مبتلا تھے ان کی مُہریں لگائی گئیں۔

تیسرے۔ جو علم و دیانت رکھتے تھے انہوں نے مُہر نہیں لگائی تھی لیکن بٹالوی صاحب نے ان کا نام بھی لکھ دیا۔

ان تینوں قسم کے بارے میں تحریری ثبوت موجود ہے۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو شک ہو تو لاہور میں جلسہ کر کے ہم سے ثبوت طلب کریں۔ ص ۶۳

۳۔ مولوی حافظ عظیم بخش صاحب پٹیالوی کا خط مع اُن کے اشعار کے۔ انہوں نے بٹالوی صاحب کو لکھا۔ مَیں مرزا صاحب کے مکفرین کو خود کافر سمجھتا ہوں۔ اس لئے فتوائے تکفیر میں میری طرف منسوب کر کے جو عبارت لکھی ہے وہ کاٹ دیں۔ مَیں تو حضور سے بیعت ہو چکا ہوں۔ ص ۶۵-۶۶

۴۔ اسی طرح مولوی عبد اللہ پٹیالوی کا خط۔ ص ۶۷

(آسمانی) فیصلہ

۱۔ رسالہ "آسمانی فیصلہ" پر بٹالوی صاحب کی جرح اور اس کا جواب ص ۴۴

۲- **آسمانی فیصلہ** کی درخواست
کی درخواست القاء الٰہی سے تھی۔ بٹالوی صاحب کا نشان نمائی کے لئے ایک سال کی میعاد کی بجائے ایک ہفتہ مقرر کرنا اور اس کی نامنظوری کی وجہ کہ ملہم اپنی طرف سے نہیں بدل سکتا۔ ص ۴۴-۴۵

۳- **فیصلہ کا طریق** ایک سال کی مہلت پر آئندہ کے لئے آزمائش کرلیں۔ ہر ایک پیشگوئی جو کسی دُعا کی قبولیت سے ظاہر ہو کسی اخبار میں بقید اس کے وقتِ ظہور کے چھپوا دیں۔ اس طرف سے بھی یہی کارروائی ہو۔ سال گزرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ کون مؤید من اللہ اور کون مخذول اور مردود ہے۔ ص ۵۳-۵۴

ق

قرآن شریف

قرآن شریف کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ص ۴۵

قصیدہ نعمت اللہ ولی

جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

۱- قدرتِ کردگار مے بینم — حالتِ روزگار مے بینم
ص ۳

۲- مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ میں اس کوشش میں تھے کہ سید احمد مہدیٔ وقت قرار دیئے جائیں اس زمانہ میں انہوں نے یہ قصیدہ اپنی کتاب "اربعین فی احوال المہدیین" جس کا طبع سن ۱۲۶۸ھ ہے شائع کیا تھا۔ ص ۹ و ۱۷

۳- قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولی کے ابیات جو مہدیٔ ہند سے متعلق ہیں۔ مع شرح۔ ص ۱۸ تا ۲۵

ک

کتابیں اور سلسلۂ تالیف

مَیں نے قصد کیا ہے کہ قلم اُٹھا کر پھر اس کو اُس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقتِ عیسویہ کے حربہ سے حقیقتِ دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔ سلسلۂ تالیفات کو بلا فصل جاری رکھنے کا ارادہ ہے۔ کتابوں کے نام جنہیں آپ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ص ۷۲-۷۳

(میاں) کریم بخش جمالپوری

۱ - جس نے نہایت رقت کے ساتھ مجذوب گلاب شاہ کی پیشگوئی بیان کی ۔

صـ ۸

۲ - اس کی طرف سے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے ایک سچی گواہی مؤکد بہ حلف آخری عمر میں یہ جانتے ہوئے کہ مجھ پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا ۔ اگر یہ میری طرف سے افترا ہو تو اس جہان میں خدا تعالیٰ مجھ پر عذاب نازل کرے ۔ پھر مجذوب گلاب شاہ کی پیشگوئی ظہور مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق ۔

صـ ۳۰-۳۱

۳ - میاں کریم بخش صاحب کی زندگی صلاح و تقویٰ سے گزری ۔ حضرت مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ کی اس کے متعلق شہادت لی جاسکتی ہے ۔

صـ ۴۰-۴۱

گ

گذارش

ضروری گذارش باہمت دوستوں کی خدمت میں جو کسی قدر امداد امور دین کے لئے مقدرت رکھتے ہیں ۔ صـ ۷۲-۷۳

گلاب شاہ

گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی ۔

دیکھو "پیشگوئیاں"

م

مامور من اللہ

مامور من اللہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے ۔ وہ اسلام کے لئے رحمت ہو کر آتا ہے ۔ ——————

—————— مگر اوائل میں قحط وغیرہ کی تنبیہیں بھی ہوا کرتی ہیں ۔

صـ ۲۴

محمد جعفر (منشی)

منشی محمد جعفر صاحب کے اس اعتراض کا جواب کہ شعر ؎

ترک عیار ست مے نگرم
خصم او در خمارے بینم

میں "ترکِ عیار" آپ کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہے ۔ حالانکہ شعر کا مطلب

یہ ہے کہ اس مسیح کے ظہور کے بعد ترکی سلطنت کچھ سُست ہو جائیگی اور سلطنت کا مخالف یعنی روس فتحیابی کا کچھ اچھا پھل نہ دیکھے گا۔ اور اس مصرع میں لفظ عیار محل مدح میں ہے۔ محلِ ذم میں نہیں

صفحہ ۴-۵

محمد حسین بٹالوی (مولوی)

مولوی بٹالوی صاحب نے ایک سال کی بجائے ایک ہفتہ کے اندر یکطرفہ نشان دکھانے کے لئے لکھا۔ اور کہا کہ ہم مان لیں گے۔ مقابلہ کا نام تک نہیں لیا۔ اور نشان کے لئے یہ شرط لگا دی ہے کہ آسمان سے من سلویٰ نازل ہو۔ یا کوئی مجذوم اچھا ہو جائے۔ یا ایک کانے کو دوسری آنکھ مل جائے۔ یا لکڑی کا سانپ بن جائے۔ یا جلتی آگ میں گود پڑیں اور بچ جائیں۔ لیکن یہ تو کفار کے سوال کی طرح ہے جنہوں نے فلیأتنا بآیۃٍ کما اُرسِلَ

الاوّلون کہا۔ آجکل محض تماشا کرنے والوں کا اور شعبدہ بازوں کا اس قسم کے شعبدے دکھانے کی مثالیں۔

صفحہ ۴۷-۴۸

محمد شاہ

والد میاں کریم بخش صاحب جمالپوری کا ذکر

صفحہ ۳۹-۴۰

مُسلمان

۱۔ مُسلمانوں کو صحیح حدیث میں ڈرایا گیا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں یہود کے قدم بقدم چلیں گے۔

صفحہ ۱۲

۲۔ قرآن میں بھی نصیحت کی گئی ہے کہ اُن ٹھوکروں سے بچو جو یہودی لوگ کھا چکے ہیں۔ صفحہ ۱۲

مسیح موعودؑ

۱۔ مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں ہے کہ یتزوج و یولد لہٗ۔ اُسی کے مطابق نعمت اللہ ولی کا الہام ہے عہ

"پسرش یادگارے بینم"

صفحہ ۴-۵

مسیح موعود بھی ہوگا - اور سید احمد
صاحب بریلوی نے مسیح موعود ہونے
کا کبھی دعویٰ نہیں کیا - پھر مولوی
محمد جعفر صاحب نے یہ بھی غور
نہیں کیا کہ

"پسرش یادگارے بلیم"

ان پر کیوں کر صادق آ سکتا ہے.

ص ۴-۵

۲ - مہدی کی پیشگوئیوں کے سمجھنے
میں لوگوں نے دھوکے کھائے
ہیں - اور غلط فہمی کی وجہ سے ہر جگہ
مہدی کے لفظ سے محمد بن عبد اللہ
سمجھ لیا گیا ہے - حالانکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر
دیتے ہیں - ایک ان میں سے وہ
بھی ہے جس کا نام حدیث میں
سلطان مشرق رکھا گیا ہے -
جس کی جائے ظہور ممالک مشرقیہ
ہندوستان ہوگا - اور فارسی الاصل
اور حارث ہوگا - اور اس کے ظہور
کا زمانہ چودھویں صدی اور اس
صدی کا مجدد قرار دیا گیا ہے -

ص ۱

۳ - مہدی و مسیح موعود کی دعوت کا زمانہ
چالیس برس تک ہوگا - ص ۲۱

۴ - مہدی کی علماء وقت مقلدین اپنی
قدیمی عادت کے موافق تکفیر و تضلیل
کریں گے - (بحوالہ حجج الکرامہ مولوی
صدیق حسن خان صاحب -

ص ۲۶

۵ - مہدی کے سلسلہ بیعت میں داخل
ہونے والے عارف لوگ ہوں گے
جو اہل شہود و کشف ہوں گے -

ص ۲۷

۶ - مہدی اور تلوار

مولوی صدیق حسن خان صاحب نے
تلوار سے مراد مہدی کی تلوار لینے میں
غلطی کی ہے - اگر ایسا ہوتا تو علماء کی
کیا مجال تھی کہ انہیں کافر اور دجال کہہ
سکتے - مراد گورنمنٹ کی تلوار ہے -

ص ۲۷

۷ - مہدی کے مکفرین

دوسری غلطی انہوں نے یہ کی ہے
کہ امام موعود کے منکرین مقلدین
حنفی وغیرہ کو ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ
یہی موحدین اوّل المکفرین ہوئے
ص ۲۷

۸۔ سلطان المشرق

مہدی سلطان المشرق جس کے جہاد
رُوحانی جہاد ہیں جو دجالیت کے
پھیلنے کی وجہ سے عیسٰی کی صفت پر
نازل ہوا۔ ص ۲۸

۹۔ مہدی اور مسیح ایک

حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب
منار میں مہدی کے متعلق چار
اقوال لکھے ہیں جن میں سے ایک
قول یہ ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے
مہدی اور عیسٰی دونوں نام رکھے
جانے کی دلیل۔ ص ۲۸

ن

نبی کی علامات

سچے نبی کی تورات میں یہ علامتیں نہیں
قرار دیں کہ آگ سے بازی کرے یا
لکڑی کے سانپ بنا دے بلکہ یہ علامت
قرار دی ہے کہ اس کی پیشگوئیاں
وقوع میں آجائیں۔ یا اس کی تصدیق
کے لئے پیشگوئی ہو۔ کیونکہ استجابت
دُعا کے ساتھ اگر حسب مراد کوئی امر
غیب خدا تعالیٰ کسی پر ظاہر کرے
اور وہ پُورا ہو جائے تو بلاشبہ اس
کی قبولیت پر ایک دلیل ہوگی۔ خدا
تعالیٰ نے اپنے مرسلین کی ایک علامت
خاصّہ امورِ غیبیہ قرار دی ہے۔
فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا
اِلّا من ارتضٰی من رسول۔
ص ۲۹

نسخ

قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ
نہیں ہوگا۔ ص ۴۵

نشان

۱۔ "نشانِ آسمانی" اس رسالہ کا دوسرا
نام شہادت الملہمین ہے۔ جو جون
۱۸۹۲ء میں شائع ہوا۔ ٹائیٹل طبع اوّل

۲۔ **نشان نمائی** ایمانی نشانوں کی آزمائش میں مقابلہ کی وجہ۔
ص ۴۷

۳۔ رسالہ "نشانِ آسمانی" کی امدادِ طبع کے لئے خطوط اور ان کا خلاصہ
ص ۶۸

۴۔ **نشانوں کی دو قسمیں**

ایک وہ کہ اُن میں سحر و مکر و دست بازی وغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا ہے۔ اور دُوسرے وہ نشان ہیں جو ان مغشوش کاموں سے بکلی امتیاز رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کا معجزہ اسی دُوسری قسم کا ہے۔ ص ۴۸

(ب) صرف شفاء امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکا ہے۔ جب تک اس کے ساتھ پیشگوئی نہ ہو۔

سلب امراض میں عمل الترب میں مشق کرنے والے خواہ وہ عیسائی ہوں یا ہندو یا یہودی یا مُسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہیں ص ۴۹

۴۔ **دو نشان:**

(۱) میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ ولی کی دونوں پیشگوئیاں نشان ہیں۔ اگر کوئی نشان دکھانے کے لئے تیار ہے تو وہ بھی اپنے حق میں ایسی دو پیشگوئیاں کسی گذشتہ ولی کی پیش کرے۔ اگر کوئی اس درجہ ثبوت سے ثابت کرے تو ہم سزائے موت اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔
ص ۵۲

(۲)۔ لوگ دشمن ہو گئے۔ رشتہ ناطہ چھوڑ دیا۔ ان حالات میں بالآخر ہم فتح پا جائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہوگا۔ ص ۵۴

(۳)۔ اس بندہ پر جو عنایات اللہ جل شانہٗ کی ہیں وہ سب نشان ہی ہیں۔ کیا یہ نشان نہیں کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمائش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا۔ اور اگر آوے تو خدا تعالیٰ اُسے سخت ذلیل کرے گا۔ ص ۵۵

الحمد للہ والمنۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور موافقوں کے لئے موجب زیادت ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشان آسمانی

جس کا دوسرا نام

شہادت الملہمین

بھی ہے

از تالیفات مہدی زمان و مسیح دوران مجدد الوقت

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

اینست نشان آسمانی
مثلش بنما اگر توانی

اصحاب حقیقت اہل عرفان
یا قوم بمن بگو سخن نانی

جون ۱۸۹۲ء میں بزیر نگرانی خاکسار غلام محمد کاتب
ریاض ہند امرتسر میں چھپا

قیمت فی نسخہ ۳ ر

محصولڈاک ۶ پائی

اطلاع

بخدمت جمیع احباب

ہر ایک دوست کی خدمت میں جو یہ رسالہ نشانِ آسمانی روانہ کیا جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ قیمت پر بھیجا گیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو بلا توقف قیمت اس کی جو تین آنے ہے اور محصول ڈاک آدھا آنہ ہے یعنی کل ۳ ر ۶ پائی بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیں تا دوسرے رسالہ **دافع الوساوس** کے لئے سرمایہ جمع ہو جاوے۔ اور جو صاحب اَور نسخے خریدنا چاہیں وہ بھی اطلاع بخشیں۔ تا جس قدر طلب کریں بھیجے جائیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

راقم خاکسار **میرزا غلام احمد قادیان**

ضلع گورداسپور پنجاب

یکم جون ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قدرت کردگار مے بینم / حالت روزگار مے بینم

از نجوم ایں سخن نمے گویم / بلکہ از کردگار مے بینم

در خراسان و مصر و شام و عراق / فتنہ و کارزار مے بینم

ہمہ را حال مے شود دیگر / گر یکے در ہزار مے بینم

قصۂ بس غریب مے شنوم / غصۂ در دیار مے بینم

غارت و قتل لشکر بسیار / از یمین و یسار مے بینم

بس فرومایگان بے حاصل / عالم و خوندکار مے بینم

مذہب دین ضعیف مے یابم / مبدع افتخار مے بینم

دوستان عزیز ہر قومے / گشتہ غمخوار خوار مے بینم

منصب و عزل و تنگی عمال / ہر یکے را دو بار مے بینم

ترک و تاجیک را بہم دیگر / خصمی و گیر و دار مے بینم

مکر و تذویر و حیلہ در ہر جا / از صغار و کبار مے بینم

بقعۂ خیر سخت گشت خراب / جائے جمع شرار مے بینم

اندکے امن گر بود امروز / در حد کوہسار مے بینم

گرچہ مے بینم ایں ہمہ غم نیست / شادئ غمگسار مے بینم

بعد امسال و چند سال دگر / عالمے چوں نگار مے بینم

بادشاہ تمام دانائے / سرور و باوقار مے بینم

حکم امسال صورتے دگر است / نہ چو پیرار وار مے بینم

غین و رے سال چوں گزشت از سال / بوالعجب کاروبار مے بینم

گرد در آئینہ ضمیر جہاں　　گرد و زنگ و غبار مے بینم

ظلمت ظلم ظالمانِ دیار　　بے حد و بے شمار مے بینم

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد　　درمیان و کنار مے بینم

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم　　خواجہ را بندہ وار مے بینم

ہر کہ ادبار پار بود امسال　　خاطرش زیر بار مے بینم

سکۂ نو زنند بر رخ زر　　درہمش کم عیار مے بینم

ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم　　دیگرے را دو چار مے بینم

ماہ را روسیاہ مے نگرم　　مہر را دل فگار مے بینم

تاجر از دور دست بے ہمراہ　　ماندہ در رہگذار مے بینم

حال ہند و خراب مے یابم　　جور ترک تتار مے بینم

بعض اشجار بوستان جہاں　　بے بہار و ثمار مے بینم

ہمدلی و قناعت و کنجے　　حالیا اختیار مے بینم

غم مخور زانکہ من دریں تشویش　　خرمی وصلِ یار مے بینم

چو زمستان بے چمن بگذشت　　شمس خوش بہار مے بینم

دور او چوں شود تمام بکام　　پسرش یادگار مے بینم

بندگانِ جناب حضرت او　　سربسر تاجدار مے بینم

بادشاہ تمام ہفت اقلیم　　شاہِ عالی تبار مے بینم

صورت و سیرتش چو پیغمبر　　علم و حلمش شعار مے بینم

ید بیضا کہ با او تابندہ　　باز با ذوالفقار مے بینم

گلشن شرع را ہمے بویم　　گل دین را ببار مے بینم

تا چہل سال اے برادرِ من　　دور آں شہسوار مے بینم

عاصیان از امام معصومم — خجل و شرمسار مے بینم
غازی دوستدار دشمن کش — ہمدم و یار غار مے بینم
زینتِ شرع و رونقِ اسلام — محکم و استوار مے بینم
گنجِ کسریٰ و نقدِ اسکندر — ہمہ بر روئے کار مے بینم
بعد ازاں خود امام خواہد بود — بس جہاں را مدار مے بینم
اح م د دال مے خوانم — نام آں نام دار مے بینم
دین و دنیا ازو شود معمور — خلق ازو بختیار مے بینم
مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں — ہر دو را شہسوار مے بینم
ایں جہان را چو مصر مے نگرم — عدل او را حصار مے بینم
ہفت باشد وزیر سلطانم — ہمہ را کامگار مے بینم
بر کفِ دست ساقیٔ وحدت — بادۂ خوشگوار مے بینم
تیغ آہن دلان زنگ زدہ — کند و بے اعتبار مے بینم
گرگ با میش شیر با آہو — در چرا با قرار مے بینم
ترک عیار مست مے نگرم — خصم او در خمار مے بینم
نعمت اللہ نشستہ بر کنجے — از ہمہ بر کنار مے بینم

اس جگہ منشی محمد جعفر صاحب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ شعر یعنی ت
عیار گویا اس عاجز کی تکذیب کی نسبت پیشگوئی ہے۔ لیکن ایک عقلمند جوا
اور تدبر سے کچھ حصہ رکھتا ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ شعر اس قصیدہ کے مضامین کا
آخری مضمون ہے اور قصیدہ کی ترتیب سے یہ بداہت معلوم ہوتا ہے کہ او
موعود کا ظہور ہو اور پھر اس کے بعد کوئی ایسا واقعہ پیش آوے جو ترک ع

مست نظر آوے۔ اور اس کا دشمن بھی خمار میں دکھلائی دے۔ اور
رہے کہ اس زمانہ میں بجز اس عاجز کے کسی نے مسیح موعود ہونے
دعوی نہیں کیا۔ تا اس کے دعوے کے بعد ایک ناقص الفہم اس
کو ترک قرار دے۔ پس اس شعر کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اس
سیح کے ظہور کے بعد ترک کی سلطنت کچھ سست ہو جاوے گی۔
لطنت کا مخالف بھی یعنی روس فتحیابی کا کچھ اچھا پھل نہیں دیکھے گا۔ اور
کار فتح کا سرور جاتا رہے گا۔ اور خمار رہ جائے گا۔ اور نیز یہ شعر
مہدی وقت و عیسیٰ دوراں صاف دلالت کرتا ہے کہ وہی مہدی موعود
یح موعود بھی ہوگا۔ حالانکہ سید احمد صاحب نے کبھی یہ دعوی نہیں کیا کہ
یح موعود بھی ہوں۔ اور حدیثوں کی رو سے بھی ثابت ہوتا ہے مہدی
ہور کے وقت ترک کی سلطنت کچھ ضعیف ہو جائے گی۔ اور عرب کے بعض
ں میں نئی سلطنت کے لئے کچھ تدبیریں کرتے ہوں گے۔ اور ترک کی
لطنت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ سو یہ علامات مہدی موعود
یح موعود کی ہیں۔ جس نے سوچنا ہو سوچے۔ محمد جعفر صاحب کی سمجھ
تعجب ہے کہ انہوں نے اس مصرعہ پر بھی غور نہیں کی کہ پسرش
رے بینم۔ یہ پیشگوئی سید احمد صاحب پر کیونکر صادق آسکتی
لکہ آج یعنی ۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء کو زندہ ہو کر آجاویں تو ایک سو
برس کے ہوں گے۔ تو کیا اس عمر میں جورو کریں گے۔ اور لڑکا
ا ہوگا۔ پھر ماسوا اس کے یہ لڑکا پیدا ہونا اور جورو کرنا مسیح موعود
بت حدیثوں میں لکھا ہے۔ اور اس کے مطابق نعمت اللہ صاحب کا
ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں ہے کہ یتزوج

ویولد لہ۔ لیکن سید صاحب نے تو کبھی مسیح موعود ہونے
کا دعوےٰ نہیں کیا۔ پس وہ کیونکر اِس پیشگوئی کے مصداق ہو سکتے ہیں۔
اور یہ بھی یاد رہے کہ مصرعہ ترک عیار میں لفظ عیار کا محلِ ذم میں نہیں ہے
بلکہ یہ لفظ فارسیوں کے استعمال میں محلِ مدح میں آتا ہے۔ حافظ فرماتے
ہیں :۔ ؎

خیالِ زلف تو پختن نہ کار خامان ست
کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیّاری ست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعدُ

واضح ہو کہ ان چند اوراق میں ان بعض اولیاء اور مجاذیب کی شہادتیں درج ہیں جنہوں نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلے اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے۔ منجملہ ان کے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اس زمانہ سے تیس[۳۰] یا اکتیس برس پہلے اس عالم گزران سے گزر چکا ہے۔ اور اگرچہ یہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۷ میں مجمل طور پر شائع ہو چکی ہے۔ لیکن اب کی دفعہ صاحب بیان کنندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے بہ تفصیل تمام اس پیشگوئی کو بیان کیا ہے۔ اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار میں شائع کر دی جائے ؛

بیان کنندہ یعنی میاں کریم بخش جس قدر اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے اس کو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہو کر سُنے تو ممکن نہیں کہ اس کا ایک کامل اور عجیب اثر اس کے دل پر پیدا نہ ہو۔ میں نے میاں کریم بخش کو اب ماہ مئی

۱۸۹۲ء میں دوبارہ لدھیانہ میں بلا کر اس پیشگوئی کی اس سے مکرر تفتیش کی۔ اور کئی مجلسوں میں اس کو قسم دے کر پوچھا گیا کہ اس بارے میں جو یقینی طور پر راست راست بات ہے اور خوب یاد ہے وہی بات بیان کرے۔ ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سر مو کوئی خلافِ واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کریگا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں رہا تو خدا تعالیٰ کے سامنے اس کا جواب دینا پڑے گا۔ بلکہ سچائی کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اس پیرمرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اگر آپ کے بیان میں ایک لفظ بھی خلافِ واقعہ ہوگا تو اس کا بوجھ آپ کی گردن پر ہوگا اور حشر کے دن میں وہ طوق لعنت گردن میں پڑے گا جو مفتریوں کی گردن میں پڑا کرتا ہے۔ پھر بار بار کہا گیا کہ اے میاں کریم بخش! آپ پیرمرد آدمی ہیں۔ اور جیسا کہ سُنا جاتا ہے تقویٰ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے آپ کا زمانہ گزرا ہے۔ اب اس بات کو یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی میاں گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں ایک مشتبہ امر ہے یا خلافِ واقعہ ہے تو اس کے بیان کرنے سے تمام اعمالِ خیر سابقہ تمہارے ضائع اور برباد ہو جائیں گے۔ اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا میں تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لئے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو۔ مَیں نہ اِس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں۔ نہ اُس جہان میں جو مجرم بن کر خدا تعالےٰ کے سامنے جائے گا۔ اس کے لئے وہ جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا۔ اور نہ زندہ رہے گا۔ بدبخت ہے وہ انسان جو افترا کرکے

اپنے مالک کو ناراض کرے۔ اور سخت بدنصیب ہے وہ شخص کہ ایک مجرمانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے۔ اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے لئے کسی قسم کا خدا تعالےٰ پر افترا کرے گا۔ اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کرنے کے لئے مشہور کر دے گا تو میں اس کو کتوں سے بدتر اور سوروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں۔ اور دونوں جہانوں میں اس سے بیزار ہوں۔ کیونکہ اس نے ایک ذلیل خلق کے لئے اپنے عزیز مولیٰ کو جھوٹ بول کر ناراض کر دیا۔ اگر ہم بیباک اور کذّاب ہو جائیں اور خدا تعالےٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزارہا درجہ ہم سے کتے اور سور اچھے ہیں۔ سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالےٰ مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں جس نے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے لئے وہی پناہ کافی ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے فرستادہ کو برباد نہیں کر دے گا۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جو کئی دفعہ میاں کریم بخش کو کئی مجلسوں میں کہی گئیں۔ لیکن اس نے ان سب باتوں کو سُن کر ایک درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے رونا آتا تھا۔ اور اس کے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر نہایت سچائی سے بیان کر رہا ہے۔ اور اس کے بیان کرنے میں جو چشم پُر آب ہو کر ایک رقت کے ساتھ تھا، ایک ایسی تاثیر تھی جس کے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا۔ پس اس روز یقین قطعی سے سمجھا گیا کہ یہ پیشگوئی اس شخص کے رگ و ریشہ میں اثر کر

ہے۔ اور اس کے ایمان کو اس سے اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہنچا ہے۔
م ذیل میں اس کا وہ اشتہار جو اس نے اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر ایک
و بیان میں لکھایا ہے درج کریں گے۔ اس کے پڑھنے سے ناظرین
صاف اور حقیقت شناس ہی سمجھ لیں گے کہ کیسی اعلیٰ شان کی وہ شہادت
ہے۔

ماسوا اس کے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد باخدا نعمت اللہ
نے جو ہندوستان میں اپنی ولایت اور اہل کشف ہونے کا شہرہ رکھتا ہے
نے ایک قصیدہ میں لکھی ہے۔ اور یہ بزرگ سات سو انچاس برس پہلے ہمارے
سے گزر چکے ہیں۔ اور اسی قدر مدت ان کے اس قصیدہ کی تالیف میں بھی
ی ہے۔ جس میں یہ پیشگوئی درج ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی
زمانہ میں اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح ان کے مرشد سید احمد صاحب
ی وقت قرار دیئے جائیں، اس زمانہ میں انہوں نے اس قصیدہ کو حاصل
ے بہت کچھ سعی کی کہ یہ پیشگوئی ان کے حق میں ٹھہر جائے۔ یہاں تک کہ
ل نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اس کو شائع کر دیا۔ لیکن اس پیشگوئی
دہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسی طرح سید احمد صاحب ان
بات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے
داق کا نام **احمد** لکھا ہے۔ یعنی اس آنے والے کا نام احمد ہو گا۔
نیز یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند میں ہو گا۔ اور نیز یہ بھی لکھا
ہ کہ وہ تیرھویں صدی میں ظہور کرے گا۔ پس بنظر سرسری خیال گزر سکتا
ہ کہ سید احمد صاحب میں یہ تینوں علامتیں تھیں۔ لیکن ذرا غور کرنے سے معلوم
ا کہ اس پیشگوئی کو سید احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ

اوّل تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ مجدد موعود تیرھویں
اوائل میں نہیں ہوگا بلکہ تیرھویں صدی کے آخیر پر کئی واقعات اور
فتن کے ظہور کے بعد ظہور کرے گا۔ یعنی چودھویں صدی کے سر پ
ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے تیرھویں ۱۳ صدی کے نصف تک
نہیں پایا۔ پھر چودھویں صدی کا مجدّد ان کو کیونکر ٹھہرایا جائے
اس کے سیّد موصوف نے یہ دعوی جو اُن کی نسبت بیان کیا جاتا
زبان سے کہیں نہیں کیا۔ اور کوئی بیان ان کا ایسا پیش نہیں ہو سکتا جس
موجود ہو اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت الـ
ان اشعار میں اس آنے والے کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مہدی ا
بھی کہلائے گا۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے کبھی
کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انہیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے ک
بعد اُس کے رنگ پر آنے والا اس کا بیٹا ہوگا۔ کہ اس کا یادگار ہو
صاف ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت
نہیں کی اور نہ کوئی ان کا ایسا بیٹا ہوا کہ وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو
انہیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ مبعوث ہونے کے وقت
چالیس برس تک عمر پائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب
ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہ کر اس دُنیا فانی سے
کر گئے۔ لیکن براهین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ
تجدید دین کے لئے اپنی عمر کے سن چالیس میں مبعوث ہوا جس کو گیارا
کے قریب گزر گیا اور باعتبار اس پیشگوئی کے جو ازالہ اوہام میں در
یعنی یہ کہ ثمانین حولاً او قریباً من ذلک۔ ایام بعـ

س ہوتے ہیں۔ واللہُ اعلم۔

ور سید صاحب کے پھر دوبارہ آنے کی امید رکھنا اسی قسم کی امید ہے
ایلیا اور مسیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے۔ اور نہایت سادہ اور
ی اپنے وقتوں کو اس امید پر ضائع کر رہے ہیں۔ اس کی صرف اس قدر
معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات
کامل فوت شدہ کے دُنیا میں دوبارہ آنے کی نسبت کسی اہلِ کشف کے
خبر دے دیتا ہے۔ اور اس سے مراد صرف یہ بات ہوتی ہے کہ
س کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہو گا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے نبیوں
لاکی نبی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے پھر
ئے گا۔ اور جب تک ایلیا دوبارہ دُنیا میں نہ آوے۔ تب تک مسیح
تا۔ اس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اس قدر جم گئے۔
نے حضرت مسیح کو ان کے ظہور کے وقت قبول نہ کیا اور ہر چند حضرت
انہیں کہا کہ ایلیا سے مراد یوحنا ذکریا کا بیٹا ہے۔ جو یحییٰ بھی کہلاتا
ان کی نظر تو آسمان پر تھی۔ کہ وہ آسمان سے نازل ہو گا۔ پس اس
کی وجہ سے انہوں نے دو نبیوں کا انکار کر دیا۔ یعنی عیسیٰ اور یحییٰ
ہا کہ یہ سچے نبی نہیں ہیں۔ اگر یہ سچے ہوتے تو ان سے پہلے جیسا کہ
نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی ایلیا نبی آسمان سے نازل
یہودی لوگ اب تک آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب ایلیا
ے اترتا ہے اور ان بدنصیبوں کو خبر نہیں کہ ایلیا نبی تو آسمان
چکا اور مسیح بھی آ چکا۔ افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کس قدر دُنیا
پہنچائے ہیں۔ پھر بھی دُنیا نہیں سمجھتی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اے مسلمانوں تم آخری زمانہ میں
کے قدم بہ قدم ہر یک بات میں چلو گے ۔ یہاں تک کہ اگر کسی یہود
اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو تم بھی کرو گے ۔ یہ حدیث اور ایلیا نبی کا ق
کے قصّہ کے ساتھ جس پر آج طوفان برپا ہو رہا ہے ملا کر پڑھو اور غو
ذرہ عقل سے کام لے کر سوچو کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کا خیال جو یہو
اہلسنّت والجماعت میں بالاتفاق قائم ہو چکا تھا آخر وہ حضرت عیسٰی کی ع
کیونکر فیصلہ ہو کر پاش پاش ہو گیا ۔ کہاں گیا ان کا اجماع ۔ سوچ کر دیکھو کہ
ایلیا نبی آسمان سے اُتر آیا ۔ یا ایلیا سے یحییٰ بن زکریا مراد لیا گیا ۔ خدا ت
کریم میں بار بار فرماتا ہے کہ تم اے مسلمانوں ان ٹھوکروں سے بچو جو یہو
کھا چکے ہیں ۔ اور ان خیالات سے پرہیز کرو جن پر جمنے سے یہودی
اور سؤر بنائے گئے ۔ دانا وہ ہے جو دوسرے کے حال سے نصیحت پکڑ
جس جگہ دوسرے کا پَیر پھسل چکا ہے اس جگہ قدم رکھنے سے ڈر
کہ آپ لوگ اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے وہی غاریں کھود رہے ہیں
نے کھودی تھیں ۔ ذرہ تکلیف اُٹھائیں اور یہود کے علماء کے پاس جائیں ا
کہ یہود نے حضرت عیسٰی اور حضرت یحییٰ کو قبول کیوں نہ کیا ۔ تو یہی جواب پائیں
سچے مسیح کے آنے کی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں یہی نشانی
کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اُترے گا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب
سو چونکہ ایلیا نبی آسمان سے نہیں اترا ۔ اور نہ ابنِ مریم کو ظاہری بادشاہی
لئے مریم کا بیٹا سچا مسیح نہیں ہے ۔

اب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود
سے کس قدر ہمشکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہلے کہ

مگر کسی نے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے۔ مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہوں اور مولویوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا میں آئے گا۔ اور تعجب یہ کہ ان کے ملہموں کو بھی یہ الہام نہ ہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے۔ اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدا تعالےٰ نے یہ راز سربستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئے گا بلکہ اس کے آنے سے مراد اس کے ہم صفت کا آنا ہے جو یحییٰ نبی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں۔ اور بغیر پہنچنے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی اُن کی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ وَکَمْ مِنْ عِلْمٍ تَرَکَ الْاَوَّلُوْنَ لِلْاٰخِرِیْنَ۔ اسی طرح یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید احمد صاحب یا اس کے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمد پھر دنیا میں آئے گا۔ اور انہوں نے اس کے یہ معنے سمجھے ہوں کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدت دنیا سے محجوب رہ کر پھر دنیا میں آجائیں گے۔ اسی قسم کے دھوکوں کے نمونے دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہیں کرتے۔ اور وہ معنے جو مسنون اللہ اور قرین قیاس ہیں ترک کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل معنے قبول کر لیتے ہیں۔ سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحد بھائی بڑے ذوق وشوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ درحقیقت اسی قسم کے خیالات میں سے ہے۔ اے حضرات! احمد آنیوالا آگیا۔ اب تم یہی سمجھ لو کہ سید احمد آگیا۔ کیونکہ مومن کنفسٍ واحدةٍ ہوتے ہیں۔ وللہ در القائل

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگے دگر

ہائے افسوس لوگ اس بات سے کیسے بے خبر ہیں کہ ہر ایک فردِ بشر کو موت لگی ہوئی ہے۔ اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا یعنی حقیقی طور پر خدا تعالیٰ ہرگز تجویز نہیں کرتا۔ اور کوئی صالح آدمی دو موتوں اور دو جان کندنوں سے ہرگز معذب نہیں ہوسکتا۔ اس بیہودہ خیال سے کہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دُنیا میں پڑ گئے ہیں۔ دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا ٹھہرانے کی یہی بُنیاد ہے اور اس کو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ ان کا یہ خیال ہوگیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرتا۔ سب کچھ اس نے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے۔ غرض یہی اوّل دلیل مسیح کے خُدا ہونے کی عیسائیوں کے پاس ہے جس کی ہمارے علماء تائید کر رہے ہیں۔ مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہوگئے۔ قرآن کریم اُن کے فوت پر انہیں لفظوں سے شاہد ہے جو دوسرے موتے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ بخاری میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت کی تصدیق کرتے ہیں۔ ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اس آیت توفّی عیسےٰ کی یہی موت ہے معنے بیان کرتے ہیں۔ اور طبرانی اور حاکم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسےٰ ایک سو بیس ۱۲۰ برس تک زندہ رہے اسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیسےٰ سے میری عمر آدھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسےٰ فوت نہیں ہوئے تو غالباً ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اب تک زندہ ہی ہوں گے۔

ایک اور نکتہ ہے جو کلامِ الٰہی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان خدا تعالےٰ کے جذبات سے ہدایت پاکر دن بدن حق اور حقانیت کی طرف ترقی کرتا ہے۔ اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا جاتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اس کے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ بکلّی ظلمتِ

نفس اور جذباتِ نفسانیہ سے باہر آکر اور جسم کو جو تخت گاہِ نفس ہے اوخۂ جسمانیہ سے دھوکر ایک مصفےٰ قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ خداتعالیٰ کی نظر میں فقط ایک رُوح مجرّد ہوتا ہے۔ جو گدازشِ نفس کے بعد باقی رہ جاتا ہے۔ اور اطاعتِ کاملہ مولے میں ملائک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے۔ تب اس مقام پر پہنچ کر عند اللہ اس کا حق ہوتا ہے جو اس کو رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا جائے۔ یہ معنے ایک طور سے اس حدیث سے بھی نکلتے ہیں جو ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں لائے ہیں کہ لا مہدی الا عیسےٰ یعنی مہدی کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اوّل عیسےٰ بن جائے۔ یعنی جب انسان تبتّل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے جو فقط رُوح رہ جائے۔ تب وہ خداتعالےٰ کے نزدیک رُوح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اس کا نام عیسےٰ رکھا جاتا ہے۔ اور خداتعالیٰ کے ہاتھ سے ایک رُوحانی پیدائش اس کو ملتی ہے۔ جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ کے فضل کا سایہ اس کو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے پس درحقیقت تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلماتِ جسمانیہ سے اس قدر تجرّد حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے۔ یہی مرتبہ عیسویت ہے جس کو خداتعالیٰ چاہتا ہے کامل طور پر عطا کرتا ہے۔ اور مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسبِ مضمون اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ نفسانی نشیبوں کی طرف زیادہ سے زیادہ جھکتا جائے یہاں تک کہ گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑکر تاریکی مجسّم ہو جائے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جائے۔ عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک امر لازمی ہے۔ کیونکہ ضد ضد سے شناخت کی جاتی ہے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ دونوں حقیقتیں مشروع ہیں۔ ابنِ صیاد کا آپ نے دجّال نام رکھا۔ اور حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ تجھ میں عیسےٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے سو عیسےٰ اور دجال کا تخم اسی وقت سے شروع ہوا اور مرورِ زمانہ کے ساتھ جیسی جیسی ظلمت فتنہ کی دجالیت کے رنگ میں کچھ زیادہ آتی گئی ویسی ویسی عیسویت کی حقیقت والے بھی اس کے مقابل پر پیدا ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آخری زمانہ میں بباعث پھیل جانے فسق و فجور اور کفر اور ضلالت اور بوجہ پیدا ہو جانے ان تمام بدیوں کے جو پہلے اسی زور اور کثرت سے پیدا نہیں ہوئی تھیں بلکہ نبی کریم نے آخری زمانہ میں ہی ان کے پھیلنے کی پیشگوئی بیان فرمایا تھا۔ دجالیت کاملہ ظاہر ہو گئی۔ پس اس کے مقابل پر ضرور تھا کہ عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی یاد رہے کہ نبی کریم نے جن باتوں کے پیچھے کو آخری زمانہ میں ہونا ہے ان کا مجموعہ کا نام دجالیت ہے۔ جس کی تاریں یا یوں کہو کہ جس کی شاخیں صدہا [illegible] بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے وہ مولوی بھی دجالیت کے درخت کی شاخیں ہیں۔ جنہوں نے لکیر کو اختیار کیا۔ اور قرآن کو چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کو پڑھتے تو ہیں مگر ان کے حلقوں کے نیچے نہیں اترتا۔ غرض دجالیت اس زمانہ میں عنکبوت کی طرح بہت سی تاریں پھیلا رہی ہے۔ کافر اپنے کفر سے اور منافق اپنے نفاق سے اور میخوار میخواری سے اور مولوی اپنے شیوہ گفتن و نہ کردن اور سیاہ دلی سے دجالیت کی تاریں بُن رہے ہیں۔ ان تاروں کو اب کوئی کاٹ نہیں سکتا بجز اس حربہ کے جو آسمان سے اُترے۔ اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں سکتا۔ بجز اس عیسےٰ کے جو اسی آسمان سے نازل ہو۔ سو عیسیٰ نازل ہو گیا۔ وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

اب ہم ذیل میں ان پیشگوئیوں کو لکھتے ہیں جن کے لکھنے کا وعدہ تھا۔ لیکن ہم بوجہ تقدم زمان مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی معہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے لکھی جائے۔ پھر بعد اس کے میاں گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے لکھائی ہے درج کی جائے وَ باللہ التوفیق۔
واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والے دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ ان کا زمانہ پانسو ساٹھ ۵۶۰ ہجری ان کے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے۔ اور جس کتاب میں ان کی یہ پیشگوئی لکھی ہے اس کے طبع کا سن بھی ۲۵ محرم الحرام ۱۸۶۸ء* ہے۔ اس حساب سے اکتالیس برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گزر گئے۔ اور یہ ابیات رسالہ اربعین فی احوال المہدیین کے ساتھ شامل ہیں۔ جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ ان بیتوں کو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا کسی طرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی درج ہے۔ اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں۔ اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد محمد بن عبد اللہ ہے۔ جس کی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں۔ منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے۔ جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے۔ درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا۔ تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے لیتا۔ اور اسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے

---

* سہو کاتب ہے صحیح ۱۲۶۸ھ ہے۔ مرتب

کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے۔ اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالکِ مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکہ کھایا ہے۔ لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں۔ اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ بیان کریں گے۔ بہر حال اگرچہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملکِ ہند میں ایک عظیم الشان مجدد پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا جائے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں سید صاحب نے چودھویں صدی کا زمانہ نہیں پایا۔ اب چند اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں معہ شرح ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

ابیات

قدرتِ کردگار مے بینم   حالتِ روزگار مے بینم

از نجوم ایں سخن نمے گویم   بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے

غین و رے سال چوں گذشت از سال   بو العجب کاروبار مے بینم

یعنی بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دُنیا میں آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی۔ اور ہجرت کے بارہ سو سال گزرنے کے

کے ساتھ ہی مَیں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔

گرد در آئینۂ ضمیرِ جہاں　　گرد و زنگ و غبار مے بینم

یعنی تیرھویں صدی میں دنیا سے صلاح و تقویٰ اُٹھ جائیں گی۔ فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا۔ اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔ تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا۔ اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائے گی۔ مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیئے۔

ظلمتِ ظلم ظالمانِ دیار　　بے حد و بے شمار مے بینم

یعنی مُلکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائیگا۔ حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور شریک شریک پر ظلم کرے گا۔ اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہیں۔

جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد　　درمیان و کنار مے بینم

یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اُٹھیں گے۔ اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا۔

بندہ را خواجہ وشش ہمے یابم　　خواجہ را بندہ وار مے بینم

یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے گا۔ یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جائے گا۔

سکۂ نو زنند بر رخِ زر　　درہمش کم عیار مے بینم

یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہیگی۔ اور نیا سکہ چلے گا جو کم عیار ہوگا۔ اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں تسلسل وار ظہور میں آجائے گا۔

بعض اشجار بوستانِ جہاں　　بے بہار و ثمار مے بینم

یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔

غم مخور زانکہ من دریں تشویش　　خرمی وصل یار مے بینم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں
کرنا چاہیئے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے سا
اور ان کے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے
کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصلِ یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی۔ یعنی خدا تعا
رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا۔

چوں زمستانِ بے چمن بگذشت　　شمسِ خوش بہار مے بینم

یعنی جبکہ زمستانِ بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گزر جائیگ
تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا۔ یعنی مجدّد وقت
ظہور کرے گا۔

دورِ او چوں شود تمام بکام　　پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس
کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑ
پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گ
اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی
کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔

بندگانِ جنابِ حضرتِ او　　سر بسر تاجدار مے بینم

یعنی یہ بھی مقدر ہے کہ بالآخر امراء اور ملوک اس کے معتقد خاص ہو جائیں گے
اور اس کی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضوں کے لئے دنیوی اقبال اور تاجداری
کا موجب ہوگا۔ یہ اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالےٰ
کی طرف سے ملی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس عاجز کو مخاطب کر کے کہا

کہ میں تجھ پر اس قدر فضل کروں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور ایک جگہ فرمایا کہ تیرے دوستوں اور محبوں پر بھی احسان کیا جائے گا۔

گلشنِ شرع را ہمے بویم　　　گُلِ دیں را ہمے بہار مے بینم

یعنی اس سے شریعت تازہ ہو جائے گی۔ اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں درج ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر یک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اسلام غالب کیا جائے گا۔ اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین یہ الہام ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کرے گا جب تک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلاوے۔

تا چہل سال اے برادرِ من　　　دورِ آں شہسوار مے بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔ چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص ماًمور کیا گیا۔ اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے ۴۰ برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ واللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر اگرچہ اب تک حضرت نوح کی طرح دعوتِ حق کے آثار نمایاں نہیں۔ لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پوری ہوں گی۔

عاصیاں از امام معصومم　　　خجل و شرمسار مے بینم

اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امام کے جو چودھویں صدی کے سر پر آئے گا مخالف اور نافرمان بھی ہوں گے جن کے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے۔ اسی کی طرف اس الہام میں اشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں فتاح ہوں۔ تجھے فتح دوں گا۔ ایک عجیب مدد تو دیکھے گا۔ اور سجدہ گاہوں میں گریں گے یعنی مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطاوار تھے۔

ید بیضا کہ با او تابندہ   باز با ذوالفقار مے بینم

یعنی اس کا روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے۔ پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گزر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دے دیگا۔ اس طرح پر کہ اس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی۔ سو وہ ہاتھ ایسا ہو گا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہو گئی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام **سلطان القلم** ہو گا۔ اور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔ یہ پیشگوئی بعینہ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہے جو اس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے **کتاب الولی ذوالفقار علی**۔ یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بنا پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں **غازی** رکھا گیا ہے۔ چنانچہ **براہین احمدیہ** کے بعض دیگر مقامات میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازیؑ دوست دار دشمن کش	ہمدم و یارِ غار مے بینم

وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک غازی ہے۔ دوستوں کو بچانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا۔

صورت و سیرتش چو پیغمبر	علم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے۔ اور شانِ نبوت اس میں نمایاں ہے اور علم و حلم اس کا شعار ہے۔ مراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اس کو حاصل ہو گئی ہے۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ یعنی فرستادہ خدا در حلہ ہائے انبیاء۔

زینتِ شرع و رونقِ اسلام	محکم و استوار مے بینم

یعنی اس کے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی۔ اور اسلام رونق پر آجائے گا۔ اور دینِ متین محمدی محکم اور استوار ہو جائے گا۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اِس عاجز کی نسبت اس وقت سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اور نیز یہ الہام ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ دیکھو صفحہ ۲۲۹ براہین احمدیہ حاشیہ۔

ا۔ح۔م و دال مے خوانم	نامِ آں نامدار مے بینم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا احمد ہوگا۔

دین و دنیا از وشود معمور　　خلق زو بختیار مے بینم

یعنی اس کے آنے سے اسلام کے دن پھریں گے۔ اور دین کو ترقی ہو
اور دنیا کو بھی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اس کے ساتھ بدل و جان
ہو جائیں گے خدا تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا۔ اور دین میں استقامت
کریگا۔ اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی موجب ٹھہریں گے کہ خدا ان کو نشو
دیگا۔ اور ان میں اور ان کی ذریت میں برکت رکھے گا۔ یہاں تک کہ دنیا
بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائے گی۔ اسی کے مطابق براہین احمدیہ میں یہ الہ
درج ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی
الْقِیَامَةِ۔ اور یہ جو اشارہ کیا کہ اس کے آنے سے اسلام کی دینی و د
حالت صلاحیت پر آجائے گی۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خدا ت
کی طرف سے آتا ہے وہ اسلام کے لئے رحمت ہو کر آتا ہے۔ اور ا
کے ساتھ جلد یا دیر سے رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔ مگر اوائل میں قح
اور وبا وغیرہ کی تنبیہیں بھی اترا کرتی ہیں۔ اور اہل کشف انجام کا حال بیا
کرتے ہیں نہ ابتدائی واقعات کا۔

بادشاہِ تمام ہفت اقلیم　　شاہِ عالی تبار مے بینم

یعنی مجھ کو کشفی نظر میں وہ ایک شاہ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظ
آتا ہے۔ یہ مطابق اس پیشگوئی کے ہے جو ازالہ اوہام میں درج ہو چکی
اور وہ یہ ہے حکم اللہ الرحمٰن لخلیفۃ اللہ السلط
سیؤتی لہ الملک العظیم الخ یہ اس عاجز کی نسبت
الہام ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خلیفۃ اللہ بادشاہ جس کو ایک

ملک عظیم دیا جائے گا - اور جس پر زمین کے خزانے کھولے جائیں گے - اِس بادشاہی سے مراد اس دنیا کی ظاہری بادشاہی نہیں بلکہ رُوحانی بادشاہی ہے[1] -

مہدئ وقت و عیسئ دوراں   ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا - اور دونوں صفات سے اپنے تئیں ظاہر کرے گا - یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے - جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پا کر عیسےٰ ہونے کا بھی دعوے کرے گا - اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس سے آج تک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں -

یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طول طویل ہے برعایت اختصار لکھے ہیں - ہر ایک کو چاہیئے جو اپنی تسلی کے لئے اصل ابیات کو دیکھ لے -

والسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

---
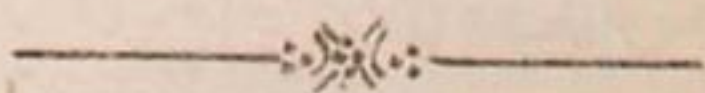
[1] حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی پہلی کتابوں میں پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا - اور اس کے ساتھ لشکر ہوگا - مگر آخر مسیح غریبوں اور مسکینوں کے لباس میں ظاہر ہوا - اور یہودی بوجہ نہ پائے جانے ظاہری نشانوں کے منکر ہو گئے - ۱۲

ہمارے سید و مقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

پیشگوئی

جاننا چاہیئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں کے لئے یعنی اس بشارت کے بارے میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو اُن سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ ظہور کرے گا تو علماء اس کے کفر کا فتویٰ دیں گے۔ اور نزدیک ہے کہ اس کو قتل کر دیں۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن صاحب بھی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۳ اور صفحہ ۳۸۲ میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ علماء وقت کہ جو خوگر تقلید فقہاء و مشائخ ہیں۔ اس مہدی کی تعلیم کو سُن کر یوں کہیں گے کہ یہ تو دین اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اور اس کی مخالفت کے لئے اُٹھیں گے۔ اور اپنی قدیم عادت کے موافق اس کی تکفیر اور تضلیل کریں گے۔ یعنی کافر اور ضال اور دجال اور گمراہ اس کا نام رکھیں گے۔ مگر تلوار کی ہیبت سے ڈریں گے۔ اور مولویوں سے زیادہ تر دشمن اس کا کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کے ظہور سے ان کی وجاہتوں

اور ریاستوں میں فرق آجائے گا۔ اور اگر تلوار نہ ہوتی تو اس کے حق میں قتل کا فتوے دیتے اور اگر اس کو قبول بھی کریں گے تو دل میں اس کا کینہ رکھیں گے۔ اس کی پیروی جس قدر عام لوگ کریں گے خاص نہیں کریں گے۔ عارف لوگ جو اہلِ شہود و کشف ہیں اس کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔

اس بیان میں صدیق حسن صاحب نے تلوار کے معنے اُلٹے سمجھے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کی تلوار سے خوف نہ ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ تلوار کو مہدی کی طرف منسوب کرنا حدیث کے اصل منشاء میں تحریف ہے۔ اگر اس مہدی کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو پھر کیونکر یہ بزدل علماء جیفہ خوار دنیا کے اس کو ملعون اور کافر اور دجال کہہ سکتے۔ کافروں کی تو سو سو خوشامد کر کے اپنا دین برباد کر لیں تو پھر یہ نامرد گروہ تلوار کی چمک دیکھ کر ایک مومن کو کیوں کر کافر اور دجال کہہ سکیں۔ اور نیز اس جگہ صدیق حسن صاحب اپنی طرف سے یہ زیادت لگا گئے ہیں کہ اس امام موعود کے منکر اور مکفّر حنفی وغیرہ مقلدین ہوں گے۔ ہم لوگ نہیں ہوں گے۔ حالانکہ یہی موحدین اوّل المکفرین ہیں۔ اور مقلدین ان کی اتباع سے ہیں۔ اور صدیق حسن صاحب کی یہ بڑی غلط فہمی ہے۔ کہ اس امام موعود سے محمد بن عبد اللہ مہدی مراد ہیں۔ کیونکہ وہ تو بقول ان کے خونی مہدی صاحبِ سیف و سنان ہیں اور ماسوا اس کے ان کے لئے بقول ان علماء کے آسمان سے آواز آئے گی۔ اور بڑے بڑے خوارق اس سے ظہور میں آئیں گے۔ اور حضرت مسیح آسمان سے اُتر کر اس کے پیروؤں اور مبائعین میں داخل ہوں گے۔ اور مکفرین کی سزا کے لئے ان کے پاس تلوار ہو گی۔ پھر مولویوں کی خواہ وہ موحد ہوں یا مقلد۔ کیا مجال ہے کہ ان کو ضال اور بے ایمان اور کافر

اور دجّال کہہ سکیں ؟ یہ پیشگوئی تو اس غریب مہدی کے لئے ہے جس کی بادشاہی اس دُنیا کی بادشاہی نہیں ۔ اور جس کو تلواروں سے کچھ غرض نہیں۔ خونی مہدی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ بدعتوں پر بقول صدیق حسن خاں صاحب کے لوگوں کو قتل کردے گا ۔ تو پھر مولوی اس کو کافر اور دجّال اور بے ایمان کہہ کر اور اس کے کفر کی نسبت فتوے لکھ کر کیونکر اس کے ہاتھ سے بچیں گے ۔ اور کیا ان مولویوں کا حوصلہ ہے کہ ایک زبردست بادشاہ کو جس کی تلوار سے خون چکے کافر اور دجّال کہہ سکیں اور اس کی نسبت فتوے لکھ سکیں ۔ دراصل بات یہ ہے کہ احادیث میں کئی قسم کے مہدیوں کی طرف اشارہ ہے ۔ اور مولویوں نے تمام احادیث کو ایک ہی جگہ خلط ملط کر کے گڑبڑ ڈال دیا ہے ۔ اور اختلاطِ روایات کی وجہ سے اور نیز قلّتِ تدبّر کے باعث سے ان پر امر مشتبہ ہوگیا ہے ۔ ورنہ چودھویں صدی کا مہدی جس کا نام **سلطان المشرق** بھی ہے خصوصیت کے ساتھ احادیث میں بیان کیا گیا ہے ۔ جس کے جہاد رُوحانی جہاد ہیں ۔ اور جو دجالیتِ تامّہ کے پھیلنے کی وجہ سے عیسٰی کی صفت پر نازل ہوا ہے ۔ حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۷ میں لکھا گیا ہے کہ **حافظ ابن القیم** منار میں فرماتے ہیں کہ مہدی کے بارے میں چار قول ہیں ۔ ان میں سے ایک یہ قول ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جبکہ دلائلِ کاملہ سے ثابت ہوگیا کہ اصل مسیح عیسٰے بن مریم فوت ہوگیا ہے اور مسیح موعود اس کا **ظل** ہے اور اس کا نمونہ ہے جو بوجہ پھیلنے دجالیت کے اس نام پر مبعوث ہوا ۔ تو پھر ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا مہدی بھی ہے اور عیسٰی بھی ۔ کیونکہ جبکہ ہر ایک صالح ہدایت یافتہ کو مہدی کہہ سکتے ہیں تو کیا وہ شخص جس نے تزکیہ کاملہ کی برکت سے رُوح فقط کا مرتبہ پاکر

ے اور روح اللہ کا نام حاصل کیا ہے ۔ وہ مہدی کے نام سے موسوم نہیں
سکتا ۔ اور مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسٰے کے لفظ سے کیوں چڑتے
ب ۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا نام بھی عیسٰے رکھا گیا ہے جو سخت
زدہ ہیں ۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسٰی
ہقان کنایہ شراب انگوری سے ہے ۔ اور عیسٰی نو ماہہ اس خوشہ
لور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جائے ۔ اور شراب انگوری
بھی عیسٰے نو ماہہ کہتے ہیں ۔

اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسٰے رکھیں
ر تالیفات میں بے محابا اس کا ذکر کریں ۔ اور ایک پلید چیز کی ایک پاک
ے ساتھ اسمی مشارکت جائز قرار دیں ۔ اور جس شخص کو اللہ جلشانہ اپنی
درت اور فضل خاص سے دجالیت موجودہ کے مقابل عیسٰے کے نام سے
سوم کرے وہ ان کی نظر میں کافر ہو ۔

(میاں گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہاں لکھی جاتی ہے)

کریم بخش جمالپوری کیطرف سے للّٰہی ہمدردی کی غرض

مسلمانوں کی آگاہی کیلئے ایک سچی گواہی کا

اظہار

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ اس وقت میں محض اپنے بھائیوں کی خیرخواہی اور ہمدردی کے لئے اس اپنی سچی شہادت کو جس کا ذکر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۷ میں پہلے اس سے لکھایا تھا بہ تفصیل تمام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تا لوگوں کو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادائے شہادت کے فرض سے مجھ کو سبکدوشی حاصل ہو۔ اور قبل اس کے کہ میں اس شہادت کو بیان کروں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک اور شبہ سے بالکل منزّہ ہے۔ اگر اس شہادت کے بیان کرنے میں جو ذیل میں بیان کروں گا کچھ میری طرف سے افترا ہے یا کچھ کم و بیش میں نے اس میں کر دیا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اسی جہان میں میرے پر

عذاب نازل کرے۔ مَیں خوب سمجھتا ہوں کہ اگر مَیں خلاف واقعہ بیان کرونگا
اور خدا تعالیٰ پر افترا باندھوں گا تو جہنم کے سرگروہوں میں داخل کیا
جاؤں گا۔ اور خدا تعالیٰ کا غضب اور اُس کی لعنت دُنیا اور آخرت
میں میرے پر وارد ہوگی۔ مَیں نے اس گواہی کو جو ابھی بیان کرونگا
بہت ضبط سے یاد رکھا ہے۔ اور نہ مَیں نے بلکہ خدا تعالیٰ نے
یاد رکھنے میں مجھ کو مدد دی ہے۔ تا ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے
وقت پر ادا ہو جائے۔ ہر چند کہ مَیں ابتدا سے خوب جانتا ہوں کہ اِس
گواہی کے ادا کرنے سے مَیں اپنی عزیز قوم کو سخت ناراض کروں گا
اور وہ کفر جو علماء کے دعوت خانہ سے تقسیم ہو رہا ہے اس کا ایک وافر
حصہ مجھ کو بھی ملے گا اور اپنے بھائیوں کی میل ملاقات سے ترک کیا
جاؤں گا۔ اور سب و شتم اور لعن طعن کا نشانہ بنوں گا۔ لیکن ساتھ اس کے
مجھے اس بات پر بھی یقین کلی ہے کہ اگر اس دینی گواہی کو اس ضرورت
کے وقت میں پوشیدہ رکھوں گا تو اپنے رب کریم کو ناراض کردوں گا۔
اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جاؤں گا۔ اور اس جلتی ہوئی آگ میں ڈالا
جاؤں گا جس کا کچھ انتہا نہیں۔ سو مَیں نے دونوں طور کے نقصانوں
کو جانچا۔ آخر یہ نقصان مجھ کو خفیف اور ہیچ معلوم ہوا کہ میری سچی
گواہی کی وجہ سے میری برادری کے معزز لوگ مجھ کو چھوڑ دیں گے۔ یا
مَیں مولویوں کے فتووں میں کافر کر کے لکھا جاؤں گا۔ اب مَیں
بڈھا ہوں اور قریب موت۔ کمال بدنصیبی ہوگی کہ اس عمر تک پہنچ
کر پھر مَیں غیر اللہ سے ڈروں۔ مجھ کو اس کفر اور معصیت سے
خوف آتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور مَیں جہنم کی آگ

کی کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میں کیوں چار دن کی زندگی کے لئے مولویوں یا برادری کی خاطر روزِ حشر میں اپنا مُنہ سیاہ کروں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے ایمان پر موت دے۔ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اگر وہ راضی ہو تو پھر دنیا کی ہر ایک رُسوائی درحقیقت ایک عزّت ہے اور ہر ایک درد ایک لذّت۔ بھائیوں کی جُدائی سے بھی اپنے اللہ کی راہ میں مجھے اندیشہ نہیں۔ میری اب آخری عُمر ہے۔ بہت سے عزیزوں کو موت نے مجھ سے جُدا کر دیا۔ اور مَیں بھی جلد اِس مسافر خانہ سے سفر کر کے باقی ماندہ عزیزوں سے جُدا ہونے والا ہوں۔ پھر اگر خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کی راہ میں اور اس کے راضی کرنے کے لئے جُدائی ہو تو زہے قسمت کہ ایسا ثواب مجھ کو حاصل ہو۔ بھائیو! یقیناً سمجھو کہ اگر یہی گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اس وقت سے تیس ۳۰ یا اکتیس ۳۱ برس پہلے اگر ایک ربّانی مجذوب میرے پر یہ راز نہ کھولتا کہ آنے والا عیسےٰ موعود کون ہے تو آج میں بھی اپنے بھائیوں کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا۔ اگرچہ میں قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ مَیں مرزا صاحب کو مسیح موعود قبول کر کے اپنے اس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جس کو مَیں اپنے خیال میں اہلسنت والجماعت کا مذہب اور سلف صالحہ کا اعتقاد اور اپنے علماء کا عقیدہ مسلّمہ سمجھتا تھا۔ لیکن یہ خدا تعالےٰ کی میرے حق میں ایک رحمت تھی جو اس نے اس واقعہ سے تیس ۳۰ برس پہلے ایک باخدا مرد اور بیابانوں کے پھرنے والے ایک مجذوب کی زبان سے وہ باتیں میرے کانوں تک

پہنچا دیں۔ جو اب میرے لئے ایک عظیم الشان نشان ہو گئیں اور ان پیشگوئیوں نے میرے دل کو مرزا صاحب کی سچائی پر ایسا قائم کر دیا کہ اگر اب کوئی ٹکڑہ ٹکڑہ بھی کرے تو مجھے اس راہ میں اپنی جان کی بھی کچھ پروا نہیں۔ جیسے روز روشن جب نکلتا ہے تو کسی کو اس میں کچھ شک نہیں رہتا۔ ایسا ہی مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود ہیں۔ جن کے آنے کا وعدہ تھا۔ جن کا کتابوں میں عیسٰے نام رکھا گیا ہے۔ اور میرا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہے کہ عیسٰے نبی علیہ السلام مر گیا۔ اور پھر نہیں آئے گا۔ جس کے آنے کی رسول کریمؐ نے بشارت دی تھی وہ یہی امام ہے۔ جو اسی امت سے پیدا ہوا۔ سو میں نے چاہا کہ اس سچائی کو اوروں پر بھی ظاہر کروں۔ اور ناواقف لوگوں کو حق پر قائم کرنے کے لئے مدد دوں۔ اور خدا میرے دل کو دیکھ رہا ہے۔ کہ میں سچا ہوں اور اگر میں سچا نہیں تو خدا میرے پر تباہی ڈالے۔ بس اے بھائیو ڈرو اور ناحق کی بدظنی سے اپنے بھائی کی گواہی رد مت کرو کہ وہ دن ہم سب کے لئے قریب ہے۔ جس سے ہم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ وہ گواہی جو میرے پاس ہے یہ ہے کہ میرے گاؤں جمال پور جو ضلع لودیانہ میں واقع ہے ایک بزرگ مجذوب باخدا آدمی تھے۔ جن کا نام گلاب شاہ تھا۔ میں ان کی صحبت میں اکثر رہتا۔ اور ان سے فیض حاصل کرتا تھا۔ اور اگرچہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور مسلمان کہلاتا تھا۔ لیکن میں اس امر کے اظہار سے رہ نہیں سکتا کہ درحقیقت انہوں نے ہی مجھے طریق اسلام سکھلایا۔ اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔ اس بزرگ درویش نے ایک دفعہ میرے پاس

بیان کیا۔ کہ عیسیٰ جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آوے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کرے گا اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا۔ اور مولوی انکار کریں گے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کریں گے۔ مَیں نے اُن سے پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ کیا اس میں بھی غلطیاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں بن گئیں۔ اور شاعری زبان پھیل گئی۔ اس لئے غلطیاں پڑ گئیں۔ (یعنی مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسےٰ جب آئے گا تو ان سب غلطیوں کو نکالے گا۔ اور فیصلہ قرآن سے کریگا۔ پھر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا۔ اس پر مَیں نے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں۔ وہ کیوں انکار کریں گے۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ مولوی سخت انکار کرینگے۔ پھر میں نے بات کو دوہرا کر کہا کہ مولوی کیوں انکار کریں گے۔ وہ تو وارثِ قرآن ہیں۔ اس پر وہ بہت طیش میں آ کر اور ناراض ہو کر بولے کہ تو دیکھے گا کہ اس وقت مولویوں کا کیا حال ہو گا۔ وہ سخت انکار کریں گے۔ پھر مَیں نے اُن سے پوچھا عیسےٰ جوان تو ہو گیا مگر وہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان میں) تب میں نے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلے پر ہیں۔ اس جگہ عیسیٰ کہاں ہیں۔ اس وقت انہوں نے اس کا جواب نہ دیا۔ مگر دوسرے وقت میں انہوں نے اس بات کا جواب دے دیا جس کو باعث امتداد مدت کے مَیں پہلے لکھا نہ سکا۔ اب یاد آیا کہ آخر میں کئی دفعہ

انہوں نے فرمایا کہ وہ قادیان بٹالہ کے پاس ہے۔ اس جگہ عیسٰے
ہے۔ اور جب انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسٰے قادیان میں ہے۔ اور
اب جوان ہو گیا ہے۔ تو مَیں نے انکار کی راہ سے ان کو کہا کہ
عیسٰے مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے۔ اور خانہ کعبہ پر
اُترے گا۔ یہ کون عیسٰے ہے جو قادیان میں ہے۔ اور جوان ہو گیا۔
اس کے جواب میں وہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا
کہ وہ عیسٰے بیٹا مریم کا جو نبی تھا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئیگا۔
اور مَیں نے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسٰے بیٹا مریم کا مر گیا ہے۔
وہ پھر نہیں آئے گا۔ اللہ نے مجھے بادشاہ کہا ہے۔ مَیں سچ کہتا
ہُوں جھوٹ نہیں کہتا۔ پھر انہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسٰے
جو آنے والا ہے اس کا نام **غلام احمد** ہے۔ اور مَیں
نے اگرچہ بہت سی پیشگوئیاں گُلاب شاہ کی پُوری ہوتی دیکھی تھیں لیکن
اس پیشگوئی کے باب میں کہ آنے والا عیسٰے قادیان میں ہے اور
اس کا نام **غلام احمد** ہے ہمیشہ میں گُلاب شاہ کا مخالف ہی
رہا۔ جب تک کہ اس کو پورے ہوتے دیکھ لیا۔ اور اگرچہ میں اُن کو
بزرگ اور باخدا جانتا تھا۔ مگر مَیں اس پیشگوئی کو بوجہ اس کے
کہ وہ جیسا کہ مَیں خیال کرتا تھا اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کے
مخالف تھی کسی طرح سے قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے پہلے دن
جب مَیں نے اُن کے مُنہ سے یہ بات سُنی تو بڑے جوش و خروش
سے مَیں نے ان کا جواب دیا۔ لیکن پھر مَیں نے بلحاظ ادب ظاہر تکرار
چھوڑ دیا اور دل میں مخالف رہا۔ کیونکہ اَور بھائیوں کی طرح بڑی مضبوطی

سے میرا یہ اعتقاد تھا کہ عیسٰے آسمان سے اُترے گا۔ اور زندہ آسمان پر بیٹھا ہے مرا نہیں ہے۔ اور انہوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسٰے لدھیانہ میں آئے گا تو ایک سخت کال پڑے گا۔ جیسا کہ میں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ جب اس دعوٰے کے بعد مرزا صاحب لدھیانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لدھیانہ میں پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریباً تیس[۳۰] یا اکتیس[۳۱] برس پہلے مجھ کو وہ خبریں دیں جو آج ظہور میں آئیں۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ سب باتیں پوری ہو گئیں جو **گلاب شاہ** نے آج سے تیس[۳۰] یا اکتیس[۳۱] برس پہلے مجھ کو کہی تھیں۔

میں اس بات کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بارہا اور بہ تکرار اس بات کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ صاحبِ خوارق و کرامات تھا۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں موضع رام پور کے قریب انہوں نے نشان کیا۔ کہ اس جگہ دریا چلے گا اور دریا چلنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لئے ہم نے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد اسی جگہ نہر چلی جہاں نشان لگایا تھا۔ ایک جگہ معمار کنواں بنا رہے تھے۔ اور تیار ہو چکا تھا۔ کچھ تھوڑا باقی تھا۔ **گلاب شاہ** کی اس پر نظر پڑی۔ کہا ناحق اس کنوئیں کو بناتے ہو۔ یہ تو تمام نہیں ہوگا۔ اور بظاہر یہ ان کی بات خلافِ عقل تھی۔ کیونکہ کنواں تو بن چکا تھا۔ کچھ تھوڑا سا باقی تھا۔ مگر اُن کا کہنا سچ ہو گیا اور اسی اثنا میں

وہ کنواں نیچے بیٹھ گیا۔ اور اس کا نشان نہ رہا۔
ایک دفعہ انہوں نے علی بخش نام ایک شخص کو بُلایا کہ کوٹھہ پر سے جہاں وہ بیٹھا تھا دُوسری طرف چلا آ۔ اور علی بخش اس کوٹھہ پر سے الگ ہونے سے سُستی کرتا تھا۔ آخر انہوں نے جھڑک کر اسس کو کوٹھے پر سے اُٹھایا۔ پس اسی دم جو علی بخش کوٹھہ پر سے الگ ہُوا کوٹھہ بیک دفعہ گر پڑا۔ ایک دفعہ مجھے پوچھنے لگے کہ کیا تیرے باپ کا ایک دانت بھی ٹُوٹا ہُوا تھا۔ مَیں نے کہا کہ ہاں۔ تب انہوں نے فرمایا کہ وہ بہشت میں داخل ہو گیا۔ میرا باپ مدّت سے فوت ہو چکا تھا۔ اور اُن کو اس کے دانت کی کچھ بھی خبر نہیں تھی۔ کیونکہ وہ اسس زمانہ کے بعد ہمارے گاؤں میں آئے تھے۔ سو دانت ٹُوٹنے کی خبر انہوں نے الہام کے رو سے دی اور عالمِ کشف سے اسس کے بہشتی ہونے کی مجھے بشارت دی۔ یہ بھی بیان کے لائق ہے کہ گلاب شاہ ایک مرد باخُدا پاک مذہب موحّد تھا۔ اور مجذوب ہونے کی حالت میں توحید کا چشمہ ان کی زبان پر جاری تھا۔ مَیں نے دین اسلام کی راہ اور توحید کا طریقہ انہیں سے سیکھا۔ اور انہی کی تعلیم کے موافق ذکرِ الٰہی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ تھوڑے دِنوں میں میرا قلب جاری ہو گیا۔ اور عبادت کی لذّت آنے لگی۔ اور ایسا ہو گیا کہ جیسا ایک مَرا ہُوا زندہ ہو جاتا ہے۔ اور سچی خوابیں آنے لگیں۔ جو خواب دیکھتا وہ پُوری ہو جاتی۔ اور الہامات صحیحہ

مجھ کو ہونے لگے۔ یہ سب کچھ ان کی توجہ کی برکت تھی۔ وہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسول کی پیروی میں ہے۔ اور چار مذہب اور چار سلسلے جو لوگوں نے مقرر کر رکھے ہیں۔ ان کو در اصل کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اور ہر حال میں اپنا مدعا یہ رکھنا چاہیئے کہ واقعی طور پر اللہ اور رسول کی پیروی ہو جائے۔ جو بات اللہ اور رسول سے ثابت نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے گو اس کا کوئی قائل ہو۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جیسے ایک شاگرد کہے کہ میں اپنے ہی استاد کا کہا مانوں گا نہ کسی اور کا۔ یہی چار مذہب کے ان مقلدوں کی مثال ہے۔ جو اتباع نبوی سے اپنے ائمہ کی متابعت مقدم سمجھتے ہیں۔ حق خالص پر وہ لوگ ہیں جو قرآن اور حدیث پر غور کرتے ہیں۔ اور کلام اللہ سے سچائی کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ چار مذہب کا خواہ مخواہ فرمودہ خدا کا مخالف بن کر بھی پیرو بن جانا یا چار سلسلوں میں ہی خدا تعالےٰ کے فیض کو محدود سمجھنا دیندا روں کا کام نہیں۔ یہ دین نہیں ہے بلکہ نفسانی باتیں ہیں۔ دین وہی ہے جو قرآن لایا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا۔ میں نے ایک دفعہ کہا کہ آپ کا مرید بننا چاہتا ہوں اجازت دیں تا مٹھائی لاؤں۔ فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مٹھائی منگوایا کرتے تھے۔ ہر ایک نعمت محبت سے حاصل ہوتی ہے۔ بارہا مجذوبانہ حالت میں

کہتے کہ معین الدین چشتی اور قطب الدین بختیار کاکی درویش تھے۔
اور میں بادشاہ ہوں۔ اور امراء سے سخت نفرت رکھتے۔ اور
غریبوں سے محبت اور پیار سے پیش آتے۔ اور اپنے لئے
کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ آزاد طبیعت تھے۔ جہاں چاہتے رہتے اور
بیماروں کا علاج کرتے اور کسی سے ہرگز سوال نہ کرتے۔ اور محبتِ الٰہی
سے بھرے ہوئے تھے۔

اُن کی تاثیرِ صُحبت سے جو مجھ کو نعمتیں ملیں ان میں سے ایک بڑی
نعمت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں جو بڑے بڑے علماء ٹھوکر کھا کر مُنہ
کے بل گر پڑے۔ مجھ کو خدا تعالےٰ نے مرزا صاحب کی نسبت ٹھوکر کھانے
سے بچا لیا۔ یہ استقامت میری قوت سے ظہور میں نہیں آئی۔ یہ اُس
پیشگوئی کا اثر ہے جو ایک عمر پہلے اس زمانہ سے سُن چکا ہوں۔
انہوں نے مجھ کو فرمایا تھا کہ تُو دیکھے گا کہ جب عیلےٰ آئے گا۔ اُس
وقت مولویوں کا کیا حال ہو گا۔ اِس کلمہ میں انہوں نے میری طول عُمر کی
طرف بھی اشارہ کیا تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ تیس برس تک تیری
زندگی وفا کرے گی۔ میں اُس وقت تک زندہ نہیں رہوں گا مگر تو رہے گا۔
اور ان کی فیض صحبت سے جس قدر مجھ کو رُویا صالحہ آئیں ان کو اِس جگہ
میں مفصّل لکھ نہیں سکتا۔ میں اکثر مولویوں سے تعلقات محبّت و اخلاص
رکھتا۔ اور ان کی ہمدردی کرتا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ان مولویوں
کا حال بھی دیکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب میں مجھ کو بعض مولوی نظر آئے۔

جن کے کپڑے نہایت چرکین اور بدن نہایت دُبلے تھے اور حالت ذلیل
خوار تھی۔ اور وہ اسی شہر لدھیانہ کے تھے جن کو میں جانتا ہوں
اب تک زندہ ہیں۔ اور جن علماء کی صحبت سے وہ مجھ کو منع نہیں کی
تھے بلکہ کہتے تھے کہ اُن کی صحبت میں رہو۔ اُن کے اچھے حالات مجھ
خواب میں کھلتے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد شاہ صاحب والد بزرگوار مولو
محمد حسن صاحب رئیس اعظم لدھیانہ کی خدمت میں میرا آنا جانا بہت
تھا۔ وہ ایک دفعہ مجھ کو خواب میں نظر آئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک
جماعت میں بیٹھے ہیں۔ اور لباس ان کا نہایت سفید ہے۔ اور بہت
عُمدہ اور خوبصورت ہے۔ اور جس قدر اُن کی محفل ہے تمام محف
کے لوگ سفید پوش ہیں۔ اس وقت میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ مولوی محم
شاہ صاحب دین اور شریعت پر استقامت رکھتے ہیں۔ اس
لئے یہ لباس نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ مجھ کو یہ خواب آیا کہ کوئی شخص مجھ
کہتا ہے کہ تجھ پر ستر ایمان بخشے گئے ہیں۔ یہ خواب میں نے مولوی محمد
صاحب موصوف کے پاس بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان تو ایک
ہوتا ہے۔ مگر یہ کمال ایمان کی طرف اشارہ ہے۔ اور ستر کے عدد
قوتِ ایمان اور خاتمہ بالخیر کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ سو الحمد للہ کہ اس طوفا
کے وقت میں مَیں نے حق کو پہچان لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے بچا لیا۔

مَیں خوب جانتا ہوں کہ یہ تمام برکات گلاب شاہ صاحب
کی صحبت کی ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری صحبت میں رہنے

کسی کو کچھ بھی فائدہ نہ ہو۔ تو یہ فائدہ تو ضرور ہو گا کہ اس کی عبادت میں حلاوت وقبولیت پیدا ہو گی۔ یعنے خطرہ سلب ایمان سے بچ جائیگا سو خدا تعالےٰ نے اس فتنہ کے زمانہ میں مجھے ٹھوکر سے محفوظ رکھا اور مرزا صاحب کی سچائی پر میرے دل کو قائم کر دیا۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ اگرچہ میں نے اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر یہ اشتہار شائع کیا ہے لیکن جیسا کہ مَیں ازالہ اوہام میں لکھوا چکا ہُوں میرے چال چلن کے واقف اس نواح میں بہت لوگ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقوےٰ سے گزری ہے اور ہمیشہ خدا تعالےٰ نے مجھ کو ناپاک طریقوں جھُوٹ اور افترا سے محفوظ رکھا ہے۔ اور شہر لدھیانہ کے سرگروہ موحدین حضرت مولوی محمد حسن صاحب جن کے دادا صاحب کے وقت سے مَیں اس خاندان کے ساتھ تعلق محبت وارادت رکھتا ہوں۔ اور ہم قومی کا شرف بھی مجھ کو حاصل ہے وہ میرے حال سے خُوب واقف ہیں۔ وہ باوجود اختلاف رائے کے پھر بھی میرے لئے قرآن شریف اُٹھا کر قسم کھا سکتے ہیں کہ کریم بخش یعنے یہ عاجز ہمیشہ نیک نامی اور دینداری کے ساتھ عُمر بسر کرتا رہا ہے۔ اور دروغ وافترا جو بدمعاشوں اور اوباشوں کا کام ہے کبھی اس سے ظہور میں نہیں آیا۔ اور اگر میرے مخدوم مولوی محمد شاہ صاحب آج زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے صلاح وتقوےٰ کی گواہی دیتے۔ علاوہ اس کے ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ مجھے مرزا صاحب کے معاملہ میں ناحق کا

جھوٹ بولنے اور افترا کرنے سے بجز لعنتِ خلق و خالق اور کیا حاصل تھا۔ ایک عظیم الشان خاندان اسلام سے میرا قدیمی تعلق دوستی و برادری ہے یعنے خاندان مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ۔ پس جس حالت میں مولوی صاحب مرزا صاحب سے کنارہ کر گئے۔ اور ایک جہان اُن کو کافر کافر کہنے لگا۔ تو مجھے کیا حاصل تھا۔ کہ میں مرزا صاحب کی طرف رجوع کر کے اپنا دین بھی برباد کرتا اور اپنی دُنیا بھی۔ اور اپنے معزز بھائیوں کو چھوڑتا اور اپنی قوم سے بھی علیحدہ ہوتا۔ سو جس چیز نے مجھے مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور خلقت کے لعن و طعن کو میں نے اپنے پر گوارا کر لیا۔ اور اپنے قدیم مخدوم کو ناراض کیا۔ وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے۔ جو کلاب شاہ کی پیشگوئی سے مجھ پر کھُل گئی۔ اور پھر میں کہتا ہوں کہ میرے چال چلن کی حضرت مولوی محمد حسن صاحب سے قسم دے کر تفتیش کرنی چاہیئے۔ میرے خیال میں وہ متقیوں کی اولاد اور نجیب و شریف اور اہلِ علم اور باکمال مردوں کی ذرّیت ہیں۔ وہ میرے حال سے واقف اور میں اُن کی خاندانی شرافت اور نجابت سے واقف ہوں۔ اور اُن کے والد بزرگوار کے وقت سے میری ان سے ملاقات ہے۔ یہ سب میں نے محض للہ لکھا ہے۔ کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بھڑک رہی ہے۔ اگر ایک شخص بھی میری اِس گواہی سے راہِ راست پر آجاوے تو انشاء اللہ مجھے اِس کا اجر ملے گا۔ میں بڈھا ہو گیا۔ اور اب موت کے دن بہت قریب ہیں۔ کیا تعجب کہ رب کریم نکتہ نواز اس نیک مرد کی طرح

جس کا اس نے ذکر خیر اپنی پاک کلام میں لکھا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ میرے پر صرف اس قدر عمل صالح سے فضل کر دیوے۔ اور وہ غفور و رحیم ہے۔ اب میں نے جو کہنا تھا کہہ چکا۔ اور اشتہار کو ختم کرتا ہوں ؎

گر نیاید بگوش رغبت کس
بر رسولاں بلاغ باشد و بس
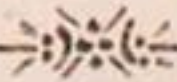
بٹالوی صاحب کا ہمارے رسالہ
آسمانی فیصلہ پر جرح اور اس کا جواب
اور نیز آسمانی نشانوں کے پیش کرنے سے اتمام حجت

شیخ بٹالوی صاحب نے جو رسالہ جواب فیصلہ آسمانی میں لکھا ہے اس کے صفحہ ۲۷ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ وغیرہ میں بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں تا کسی طرح لوگوں کی نظر میں ہماری اس درخواست مقابلہ کو جو حقیقی ایمان کی آزمائش کے لئے میاں نذیر حسین دہلوی اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ خلاف انصاف ثابت کر کے دِکھلا دیں۔ مگر ہر ایک باخبر اور منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے بجائے اس بات کے کہ ہماری حجت کو اپنے اور اپنے شیخ دہلوی کے سر پر سے دُور کر سکتے۔ اور بھی زیادہ اپنی تحریر سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ان کو سچائی کی طرف قدم مارنا اور اپنے شیطانی اوہام سے نجات پا جانا کسی طرح منظور ہی نہیں۔ تمام لوگ جانتے ہیں اور شیخ جی کے کفر نامہ کو پڑھ کر ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ان حضرت اور نذیر حسین نے بڑے اصرار اور قطع اور یقین سے اس عاجز کی نسبت کفر اور بے ایمانی کا فتویٰ لکھا ہے۔

اور دجّال اور ضال اور کافر نام رکھا ہے۔ ان الزامات کی نسبت اگرچہ مَیں
نے بار بار بیان کیا اور اپنی کتابوں کا مطلب سُنایا کہ کوئی کلمہ کفران میں
نہیں ہے۔ نہ مجھے دعوٰئے نبوت اور خروج از اُمّت اور نہ مَیں منکرِ معجزات
اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ و
سلم کے خاتم النّبیّین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اِس
بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب
کے بعد اِس اُمت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا ہو۔ اور
قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسُوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدّث آئیں
گے جو اللہ جلشانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوّتِ تامّہ کی بعض صفات
ظلّی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ بعض وجوہ شانِ نبوّت کے رنگ
سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے مَیں ایک ہوں۔ لیکن ان بزرگوں
نے میرے ان بیانات کو نہ سمجھا۔ خاص کر نذیر حسین پر بہت افسوس ہے
جس نے پیرانہ سالی میں اپنے تمام معلومات کو خاک میں ملا دیا۔ غرض مَیں
نے جب دیکھا کہ یہ لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑتے ہیں۔ اور کلام الٰہی
کے اُلٹے معنے کرتے ہیں۔ تب مَیں نے ان سے بکلّی نومید ہو کر خدا تعالیٰ
سے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل پر
[illegible] فیصلہ کے لئے مَیں نے پیش کر دی۔ اگر ان لوگوں
[illegible] حق طلبی ہوتی تو اس کے قبول کرنے میں توقف
[illegible] ہے کہ ایک سال کے عرصہ کو جو

ایک الہامی امر ہے۔ خود بخود بدلا دیا جائے۔ اور ایک یا دو ہفتے بجائے ا
کے مقرر کئے جائیں۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ میعاد منجانب اللہ ہے اور انس
تو اپنے اختیار سے کبھی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ کہ خوارق کے دکھلانے کے
کوئی میعاد مقرر کر سکے۔ انبیاء نے بھی ایسا نہیں کیا۔ اور اگر کوئی میعاد اپن
طرف سے مقرر کی تو عتاب ہوا۔ تو پھر کیونکر ایک سال ایک ہفتہ سے
بدل سکتا ہے۔ میں سوچ میں ہوں کہ ان لوگوں کے دعاوی علم اور معرفت
کہاں گئے۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ میعادوں کا مقرر کرنا انسان کا کام نہیں
اگر ان میں سے کسی ملہم کو دو ہفتہ میں کرامت دکھلانے کا الہام ہو گیا ہے
تو بہت اچھا وہی اپنی کرامت ظاہر کرے۔ میں اس کو قبول کروں گا۔ اور
اگر میں اس کے مقابلہ سے عاجز رہا تو وہ سچے ٹھہریں گے۔ لیکن یاد رہے کہ
یہ تمام دروغگوئی اور فضول گوئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے
دلوں کو سخت کر دیا۔ اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ اسلئے
وہ نہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ منصفو! سوچو کہ جو شخص ملہم
ہوتا ہے کیا وہ اپنی طرف سے کچھ کہہ سکتا ہے۔ پھر کیونکر میں اس میعاد
کو بدل سکتا ہوں۔ جس پر خدا تعالیٰ نے مجھ کو ان کے مقابل پر اطلاع دی۔
ہاں اگر وہ خود بدل دے۔ تو اس کا اختیار ہے۔ انسان کا اختیار
نہیں۔ اور نہ اس پر کسی کا حکم ہے۔ طالبگار باید صبور و حمول۔
اگر ان میں سچی طلب ہے اور جہنم کا خوف ہے تو ایک سال کیا دور ہے
اور نیز اس جگہ ایک سال سے مراد یہ نہیں کہ سال کے تمام دن پورے

ہو جائیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اُس میعاد کے اندر ہی فیصلہ کر دے گا۔ اور قادر ہے کہ ابھی دو ہفتہ بھی نہ گزریں۔ اور نشان ظاہر ہو۔ مَیں نے مقابلہ کے لئے اس لئے لکھا تھا کہ یہ لوگ نذیر حسین اور بٹالوی وغیرہ اِس عاجز کو کھلے کھلے طور پر کافر اور مردُود اور ملعون اور دجّال اور ضال لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے نزدیک میرے پر اعتقاد رکھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس صورت میں ضرور تھا کہ ایمانی نشانوں کی آزمائش ہو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مومنوں کو خدا تعالےٰ خاص نشانوں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ ان آسمانی نشانوں کی رُو سے اپنے غیر سے خواہ وہ کافر ہو یا منافق یا فاسق۔ امتیاز کلّی پیدا کر لیتے ہیں۔ سو اسی کی طرف ان لوگوں کو بُلایا گیا تھا۔ تا معلوم ہو جاوے کہ عند اللہ کون مومن اور کون مورد سخط و غضب الٰہی ہے۔ اگر ان حضرات کو اپنے ایمان پر کچھ بھروسہ ہوتا تو مقابلہ سے فرار نہ کرتے۔ لیکن آج تک کسی نے میدان میں آکر مقابل کا نام بھی نہیں لیا۔ اور آخیر عذر یہ پیش کیا کہ آپ دکھلا دیں ہم قبول کریں گے۔ اور اس کے ساتھ بھی یہ شرطیں لگا دیں کہ تب قبول کرینگے کہ جب آسمان سے من و سلوےٰ نازل ہو۔ یا کوئی مجذوم اچھا ہو جائے یا ایک کانے کو دوسری آنکھ مل جائے۔ یا لکڑی کا سانپ بن جائے۔ یا جلتی آگ میں کود پڑیں۔ اور بچ جائیں۔ دیکھو صفحہ ۵ جواب فیصلہ آسمانی۔

ان تمام داہیات باتوں کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ ان سب باتوں پر قادر ہے۔ اور اس کے علاوہ بے شمار اور نشانوں پر بھی قادر

ہے۔ مگر اپنی مصلحت اور مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ پہلے کفار نے
یہی سوال کیا تھا۔ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ۔
یعنے اگر یہ نبی سچا ہے تو موسیٰ وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل کے نشانوں
کی مانند نشان دکھاوے۔ اور مشرکین نے یہ بھی کہا کہ ہمارے مُردے
ہمارے لئے زندہ کر دیوے۔ یا آسمان پر ہمارے روبرو چڑھ جاوے۔
اور کتاب لاوے جس کو ہم ہاتھ میں لے کر دیکھ لیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر
خدا تعالےٰ نے محکوموں کی طرح ان کی پیروی نہیں کی۔ اور وہی نشان
دکھلائے جو اس کی مرضی تھی۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ نشان طلب کرنے
والوں کو یہ بھی کہا گیا کہ کیا تمہارے لئے قرآن کا نشان کافی نہیں۔
اور یہ جواب نہایت پُرحکمت تھا۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ
نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ ان میں اور سحر و مکر و
دست بازی وغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا
ہے۔ اور دوسرے وہ نشان ہیں جو ان مغشوش کاموں سے بکلّی
تمیز رکھتے ہیں۔ اور کوئی شائبہ یا شبہ سحر یا مکر یا دست بازی
اور حیلہ گری کا ان میں نہیں پایا جاتا۔ سو اسی دوسری قسم میں سے
قرآن کریم کا معجزہ ہے۔ جو بکلّی روشن اور ہریک پہلو اور ہریک
طور سے لعل تاباں کی طرح چمک رہا ہے۔ لکڑی کا سانپ بنانا
کوئی ممیّز نشان نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ نے بھی سانپ بنایا اور ساحروں
نے بھی۔ اور اب بھی بنائے جاتے ہیں۔ مگر اب تک معلوم نہیں ہوا کہ

سحر کے سانپ اور معجزہ کے سانپ میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ اسی طرح
سلب امراض میں عمل الترب میں مشق کرنے والے خواہ وہ عیسائی ہیں،
یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہیں۔ اور البتہ
بعض اوقات جذام وغیرہ امراض مزمنہ کو بمشیتِ الٰہی اسی عمل کی تاثیر
سے دُور کر دیتے ہیں۔ سو صرف شفا امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکا ہے
جب تک اس کے ساتھ پیشگوئی شامل نہ ہو۔ اسی طرح بعض تماشا
کرنے والے آگ میں بھی کُودتے ہیں۔ اور اس کے اثر سے بچ جاتے
ہیں۔ سو کیا اس قسم کے تماشوں سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔
من و سلویٰ کا تماشہ شاید آپ نے کبھی دیکھا نہیں۔ ایک ایک
پیسہ لیکر کشمش وغیرہ برسا دیتے ہیں۔ اگر آپ آج کل کے یورپ
کے تماشائیوں کو دیکھیں جو ایک مخفی فریب کی راہ سے سر کاٹ کر بھی پیوند
کر دیتے ہیں۔ تو شاید آپ ان کے دست بیع ہو جائیں۔ مجھے یاد ہے
کہ جالندھر کے مقام میں ایک شعبدہ باز مہتاب علی نام نے جو آخر
توبہ کرکے اس عاجز کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا۔ میرے مکان پر
ایک مجلس میں شعبدہ دکھلایا۔ تب آپ جیسے ایک بزرگ بول
اُٹھے کہ یہ تو صریح کرامت ہے۔ حضرت ایسے کاموں سے ہرگز
حقیقت نہیں کھلتی۔ بلکہ اس زمانہ میں تو اور بھی شک پڑتا ہے۔
بہتیرے ایسے تماشا کرنے والے اور طلسم دکھلانے والے پھرتے ہیں۔
کہ اگر آپ ان کو دیکھیں تو کراماتی نام رکھیں۔ لیکن کوئی عقلمند سب کی

آج کل کے شعبدوں پر نظر محیط ہو ایسے کاموں کا نام نشانِ بیّن نہیں رکھ سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایک کاغذ کے پرچہ کو اپنی بغل میں پوشیدہ کر کے پھر بجائے کاغذ کے اس میں سے کبوتر نکال کر دکھلا دے تو پھر آپ جیسا کوئی آدمی اگر اس کو صاحبِ کرامات کہے تو کہے۔ مگر ایک عقلمند جو ایسے لوگوں کے فریبوں سے بخوبی واقف ہے۔ ہرگز اس کا نام کرامت نہیں رکھے گا۔ بلکہ اس کو فریب اور دست بازی قرار دے گا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم اور توریت میں سچے نبی کی شناخت کے لئے یہ علامتیں قرار نہیں دیں کہ وہ آگ سے بازی کرے۔ یا لکڑی کے سانپ بنا وے۔ یا اسی قسم کے اور کرتب دکھلا دے۔ بلکہ یہ علامت قرار دے کہ اس کی پیشگوئیاں وقوع میں آجائیں۔ یا اس کی تصدیق کے لئے پیشگوئی ہو۔ کیونکہ استجابتِ دُعا کے ساتھ اگر حسبِ مُراد کوئی امرِ غیب خدا تعالیٰ کسی پر ظاہر کرے اور وہ پُورا ہو جائے تو بلاشبہ اس کی قبولیت پر ایک دلیل ہو گی۔ اور یہ کہنا کہ نجومی یا رمّال اس میں شریک ہیں۔ یہ سراسر خیانت اور مخالفت تعلیم قُرآن ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ وَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ * پس جبکہ خدا تعالیٰ نے امورِ غیبیہ کو اپنے مرسلین کی ایک علامت خاصہ

---

* نوٹ :۔ خدا تعالیٰ بجز اُن لوگوں کے جن کو وہ ہدایت خلق کے لئے بھیجتا ہے کسی دُوسرے کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔

قرار دی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ بھی فرمایا ہے وَ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ * تو پھر پیشگوئی کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا اور لکڑی کا سانپ بنانے کے لئے درخواست کرنا انہیں مولویوں کا کام ہے۔ جنہوں نے قرآن کریم میں خوض کرنا چھوڑ دیا۔ اور نیز زمانہ کی ہوا سے بے خبر ہیں۔

بہرحال چونکہ میری طرف سے آسمانی فیصلہ میں ایمانی مقابلہ کے لئے درخواست ہے۔ تو پھر مقابلہ سے دستکش ہو کر خاص مجھ سے نشانوں کے لئے استدعا کرنا اس صورت میں میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کا حق پہنچتا ہے کہ جب حسب تحریر میری اول اس بات کا اقرار شائع کریں کہ ہم لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ اور دراصل ایمانی انوار و علامات ہم میں موجود نہیں۔ کیونکہ یکطرفہ نشانوں کے دکھلانے کے لئے بغرض کبرشکنی ان کی کے میں نے یہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے۔ اور نیز ظاہر بھی ہے کہ ان لوگوں کو بجائے خود مومن کامل اور شیخ الکل اور ملہم ہونے کا دعوے ہے۔ اور مجھ کو ایمان سے خالی اور بے نصیب سمجھتے ہیں تو پھر بجز مقابلہ کے اور کونسی صورت فیصلہ کی ہے۔ ہاں اگر اپنے ایمانی کمالات کے دعوے

---

* اگر یہ رسول سچا ہے تو اس کی بعض پیشگوئیاں جو تمہارے حق میں ہیں پوری ہوں گی یعنی پیشگوئیوں کا پورا ہونا سچائی کی نشانی ہے۔

سے دستبردار ہو جائیں۔ تو پھر یکطرفہ ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ اس بات کا جواب میاں نذیر حسین اور بٹالوی صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ باوجود دعوٰے مومن کامل بلکہ شیخ الکل ہونے کے کیوں ایسے شخص کے مقابلہ سے بھاگتے ہیں جو اُن کی نظر میں کافر بلکہ سب کافروں سے بدتر ہے۔ اور کس بنا پر یکطرفہ نشان مانگتے ہیں۔ اگر فیصلہ آسمانی کے جواب میں یہ درخواست ہے تو حسب منشاء اس رسالہ کے درخواست ہونی چاہیئے یعنی اگر اپنی ایمانداری کا کچھ دعوٰے ہے تو مقابلہ کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ آسمانی فیصلہ میں بھی شرط درج ہے۔ ورنہ صاف اس بات کا اقرار کر کے کہ ہم حقیقی ایمان سے خالی ہیں یکطرفہ نشان کی درخواست کریں۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ ولی کی اس عاجز کے حق میں حسب منشاء قرآن کریم کے نشان صریح ہیں جس میں کسی دست بازی اور مکر و فریب کی گنجائش نہیں۔ اب اگر کوئی صوفی پردہ نشین جو پردہ سے نکلنا نہیں چاہتا۔ بقول بٹالوی صاحب اور میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے بالمقابل نشان دکھلانے کو طیار ہے تو وہ بھی ایسی ہی دو پیشگوئیاں انہیں ثبوتوں کے ساتھ اپنے حق میں کسی گذشتہ ولی کی طرف سے پیش کرے۔ ہم خدا تعالےٰ کی قسم یاد کر کے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ بھی ایسے ہی نشان اور اسی درجہ ثبوت پر اور ایسی عظمت کے ساتھ باعتبار اپنے بعد زمانہ کے پائے گئے ہیں۔ تو ہم

سزائے موت اُٹھانے کے لئے بھی طیار ہیں۔ اور اس عاجز کی اپنی گزشتہ پیشگوئیاں جو **تین ہزار** کے قریب ہیں۔ جو اکثر استجابت دُعا کے بعد ظہور میں آئی ہیں۔ ان میں سے **دلیپ سنگھ** کے رو کے جانے کی پیشگوئی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اپنے قصد ارادہ پنجاب سے ناکام رہے گا۔ یہ پیشگوئی اجمالی طور پر اشتہار میں چھپ چکی ہے۔ اور صدہا آدمیوں کو زبانی سُنائی گئی۔ اسی طرح **پنڈت دیانند** کے فوت ہونے کی نسبت پیشگوئی اور **شیخ مہر علی** صاحب رئیس کے ابتلاء اور پھر رہائی کی نسبت پیشگوئی۔ **بٹالوی** صاحب کے مخالف ہو جانے کی نسبت پیشگوئی وغیرہ پیشگوئیاں جن کا مفصّل ذکر موجب طول ہے۔ اگر فریق مخالف کے مولویوں میں کچھ ایمان ہے تو ان پیشگوئیوں کے بارے میں بھی ایک جلسہ مقرر کرکے اوّل ہم سے ثبوت لیں۔ اور پھر اس کے موافق اپنی طرف سے پیشگوئیوں کا ثبوت دیں۔ اور اگر بباعث اپنی تہی دستی کے ان دونوں طوروں مقابلہ سے عاجز آجائیں تو یہ بھی اختیار ہے کہ ایک سال کی مہلت پر آئندہ کے لئے آزمائش کرلیں۔ کسی بڑے جھگڑے کی ضرورت نہیں۔ ہر یک پیشگوئی جو کسی

نوٹ:۔ شیخ مہر علی صاحب کے ہاتھ میں قرآن شریف دیکر اس پیشگوئی کی نسبت ان کو قسم دینی چاہیئے۔ کیونکہ اگر کوئی زمانہ سازی یا مولویوں کے خوف سے انکار کرے تو قسم کے بعد تو ہرگز نہیں کرسکتا۔ اگر کرے تو حلف دروغی کے وبال سے جلد رُسوا ہوجاتا ہے۔

دُعا کی قبولیت سے ظاہر ہو۔ کسی اخبار میں بقید اس کے وقت ظہور کے چھپوا دیں۔ اور اُس طرف سے بھی یہی کارروائی ہو۔ سال گزرنے کے بعد خود معلوم ہو جائے گا کہ کون مؤیّد من اللہ اور کون مخذول اور مردُود ہے۔ اگر یہ بھی نہ کریں تو سب لوگ یاد رکھیں کہ اِن مُلّاؤں کا ارادہ صرف حق پوشی اور بُخل اور تعصب ہے۔ حق جوئی سے کچھ غرض نہیں۔ اگر ان کو سمجھ ہو تو ایک بڑا نشان یہ بھی ہے۔ کہ یہ لوگ دن رات اِس نورِ الٰہی کے بُجھانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہر قسم کے مکر عمل میں لا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو بہکا رہے ہیں۔ اور ناخنوں تک حق کے مٹانے کے لیے زور لگا رہے ہیں۔ کُفر کے فتوے لکھ رہے ہیں اور آزار دہی کے تمام منصُوبے گھڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بٹالوی صاحب نے لوگوں کو برانگیختہ کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے سامنے جا کر سیاپا کریں۔ غرض کوئی دقیقہ مکر اور فریب اور سعی اور کوشش کا اُٹھا نہیں رکھا۔ اور ایک جہان اپنے ساتھ کر لیا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بٹالوی صاحب کو ان تمام واقعات سے پہلے اس الہام کی خبر دی تھی۔ کہ مَیں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔ اب وہی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ لوگوں نے یہاں تک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ کو چھوڑ دیا ہے۔ باوجود ان تمام کارسازیوں کے جو کمال کو پہنچ گئی ہیں بالآخر ہم **فتح پا جائیں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہوگا۔**

اور اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو اِس عاجز پر کچھ عنایات اللہ جلشانہٗ

کی وارد ہو رہی ہیں۔ وہ سب نشان ہی ہیں۔ دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افترا کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ اور مَیں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں۔ اور اس کو مہلت نہیں دیتا۔ لیکن اس عاجز کے دعوےٰ مجدد اور **مثیلِ مسیح** ہونے اور دعوےٰ ہمکلام الٰہی ہوتے پر اب بفضلہٖ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے۔ کیا یہ نشان نہیں ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک جو ایک حصّہ عمر کا ہے ٹھہر سکتا تھا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ کیا یہ نشان نہیں ہے کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمائش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا۔ اور اگر آوے تو خدا تعالےٰ اس کو سخت ذلیل کرے۔ ایسا ہی صدہا تائیدات الہیّہ شامل ہو رہی ہیں۔ مَیں حضرت قُدس کا باغ ہوں۔ جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے گا۔ مخالف روسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار۔ یہ سب نشان ہیں مگر اُن کے لئے جو دیکھ سکتے ہیں۔

اے سخت اسیرِ بدگمانی ✤ وے بستہ کمر بہ بدزبانی
سوزم کہ چساں شوی مسلماں ✤ واں طرفہ کہ کافرم بخوانی

تبلیغِ روحانی

لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاشِ حق ٭ خدا خود راہ بنماید طلبگارِ حقیقت را

یہ بات قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن رؤیا صالحہ مبشرہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے لئے دکھائی بھی جاتی ہیں۔ بالخصوص جبکہ مومن لوگوں کی نظر میں مطرود اور مخذول اور ملعون اور مردود اور کافر اور دجال بلکہ اکفر اور شر البریّہ ہو۔ اس کوفت اور شکستِ خاطر کے وقت میں جو کچھ مکالمات پُر از لطف و احسان خدا تعالےٰ کی طرف سے مومن کے ساتھ واقعہ ہوتے ہیں۔ اس کو کون جانتا ہے۔

رحمتِ خالق کہ حرزِ اولیاست ٭ ہست پنہاں زیرِ لعنت ہائے خلق

یہ عاجز خدا تعالےٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر یک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا اللہ جلشانہٗ کی طرف سے یہ ندا ہے قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخ کنی کرو۔ اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یَتَرَبَّصُوْنَ عَلَیْكَ الدَّوَائِرَ عَلَیْھِمْ دَائِرَۃُ السَّوْءِ۔ اور ایک

ف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رُسوا کریں
ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے کہ اِنّی مُھین مَن
راد اھانتك ۔ اللّٰہ اجرك ۔ اللّٰہ یعطیك
جلالك ۔ اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے
رہے ہیں ۔ کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر
ہوجاتا ہے ۔ اور ایک طرف خداتعالےٰ اپنے اس الہام پر متواتر زور
ے رہا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتّبعونی
حببکم اللّٰہ ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ
رہے ہیں ۔ اب دیکھیئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے ؛

بالآخر واضح ہو کہ اس وقت میرا مدعا اس تحریر سے یہ ہے کہ
بعض صاحبوں نے پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابیں متعلق زیارت
سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات بھی اس عاجز کے بارہ میں
ھ کر بھیجی ہیں ۔ جن کا مضمون قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہم نے
سول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور یا بذریعہ
لہام کے خداتعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز خدا
تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ اس کو قبول کرو ۔ چنانچہ بعض نے ایسی
وابیں بھی بیان کیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہایت غضب کی
حالت میں نظر آئے ۔ اور معلوم ہوا کہ گویا آنحضرت روضہ مقدسہ سے
باہر تشریف رکھتے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں کہ تمام ایسے لوگ جو اِس

شخص یعنی اِس عاجز کو عمداً ستا رہے ہیں۔ قریب ہے جو
پر غضبِ الٰہی نازل ہو۔ اول اول اِس عاجز نے ان خوابوں
کی طرف التفات نہیں کی۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ کثرت سے دُنیا
یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بعض لوگ محض خوابوں ہی کے ذریعہ
سے عناد اور کینہ کو ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہو گئے اور اسی
پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے۔ سو مجھے اس وقت یاد آیا
براہین احمدیہ کے ۲۴۱ میں یہ الہام درج ہے جس کو دس برس
عرصہ گزر گیا۔ اور وہ یہ ہے ینصرک رجالٌ نوحی
الیھم من السماء۔ یعنے ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جن
پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ سو وہ وقت آ گیا۔ اس لئے
میرے نزدیک قرینِ مصلحت ہے کہ جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں
اور الہاموں کا ہو جائے تو ان کو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت میں طبع
کر کے شائع کیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی ایک شہادت آسمانی اور نعمتِ الٰہی ہے
اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے واما بنعمت ربک فحدث
لیکن پہلے اس سے ضروری طور پر یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ ہر ایک
صاحب جو کوئی خواب یا الہام اس عاجز کی نسبت دیکھ کر بذریعہ خط اس
سے مطلع کرنا چاہیں تو ان پر واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے
خط کے ذریعہ سے اِس بات کو ظاہر کریں کہ ہم نے واقعی اور یقینی طور پر
یہ خواب دیکھی ہے۔ اور اگر ہم نے کچھ اس میں ملایا ہے تو ہم پر اسی دُنیا

آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو ۔ اور جو صاحب پہلے قسم
کر اپنی خوابیں بیان کر چکے ہیں ان کو دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ مگر
الہام صاحب جنہوں نے خوابیں یا الہامات تو لکھ کر بھیجے تھے لیکن وہ بیانات
کے موکد بقسم نہیں تھے ان پر واجب ہے کہ پھر دوبارہ ان خوابوں یا
الہامات کو قسم کے ساتھ موکد کر کے ارسال فرماویں ۔ اور یاد رہے کہ
بغیر قسم کے کوئی خواب یا الہام یا کشف کسی کا نہیں لکھا جاوے گا ۔ اور قسم
اس طرز کی چاہیئے جو ہم نے ابھی بیان کی ہے ۔

اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو
مواخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلا تحقیق اس زمانہ کے مولویوں
کے پیچھے نہ چلیں ۔ اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں ۔ اور اُن کے فتووں
کو دیکھ کر حیران نہ ہو جائیں ۔ کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں ۔ اور اگر
اس عاجز پر شک ہو ۔ اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی صحت
کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا
ہوں ۔ جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے ۔ اور
وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز
پڑھیں ۔ جس کی پہلی رکعت میں سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں
اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص ہو اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود
شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے

یہ دُعا کریں کہ اے قادرِ کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے او
نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر
پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کر
ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مج
الوقت ہونے کا دعوے کرتا ہے کیا حال ہے۔ کیا صادق ہے یا
اور مقبول ہے یا مردُود۔ اپنے فضل سے یہ حال رُویا یا کشف یا الہا
سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردُود ہے تو اس کے قبُول کرنے
ہم گمراہ نہ ہوں۔ اور اگر مقبُول ہے اور تیری طرف سے
تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں
ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا۔ کہ ہر ایک قوت تجھ کو
ہے۔ آمین۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں۔ لیکن
نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بُغض سے بھرا ہوا
اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال
دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی بُرا جانتا ہے۔ تو شیطا
آتا ہے۔ اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور
ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دِل میں ڈال دیتا ہے۔ پس
اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالے
سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بُغض و عناد
دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کرکے اور دونوں پہلوؤں

بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا۔ جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دُخان نہیں ہو گا۔ سو اَے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فِتنہ میں مت پڑو۔ اُٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اُس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادیٔ مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب مَیں نے یہ رُوحانی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المبلّغ۔ غلام احمد عفی عنہُ
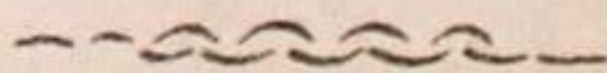
شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیّت

اس فتوے کو مَیں نے اوّل سے آخر تک دیکھا۔ جن الزامات کی بناء پر یہ فتوے لکھا ہے انشاء اللہ بہت جلد ان الزامات کے غلط اور خلافِ واقعہ ہونے کے بارے میں ایک رسالہ اِس عاجز کی طرف سے شائع ہونے والا ہے۔ جس کا نام **دافع الوساوس** ہے۔ بایں ہمہ مجھ کو ان لوگوں کے لعن وطعن پر کچھ افسوس نہیں۔ اور نہ کچھ اندیشہ بلکہ مَیں خوش ہوں کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی اور اُن کے اتباع نے مجھ کو کافر اور مردُود اور ملعون اور دجّال اور ضال اور بے ایمان اور جہنمی اور اکفر کہہ کر اپنے دل کے وہ بخارات نکال لئے جو دیانت اور امانت اور تقوے کے التزام سے ہرگز نہیں نکل سکتے تھے۔ اور جس قدر میری اتمامِ حجت اور میری سچائی کی تلخی سے ان حضرات کو زخم پر زخم پہنچا۔ اس صدمہ عظیمہ کا غم غلط کرنے کے لئے کوئی اور طریق بھی تو نہیں تھا بجز اس کے کہ لعنتوں پر آجاتے۔ مجھے اِس بات کو سوچ کر بھی خوشی ہے

کہ جو کچھ یہودیوں کے فقیہوں اور مولویوں نے آخر کار حضرت مسیح علیہ السلام کو تحفہ دیا تھا وہ بھی تو یہی لعنتیں اور تکفیر بھی جیسا کہ اہلِ کتاب کی تاریخ اور ہر چہار انجیل سے ظاہر ہے۔ تو پھر مجھے مثیلِ مسیح ہونے کی حالت میں اِن لعنتوں کی آوازیں سُنکر بہت ہی خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے مجھ کو حقیقت دجالیہ کے ہلاک اور فانی کرنے کے لئے حقیقتِ عیسویہ سے متصّف کیا۔ ایسا ہی اُس نے اس حقیقت کے متعلّق جو جو نوازل و آفات تھے ان سے بھی خالی نہ رکھا۔ لیکن اگر کچُھ افسوس ہے تو صرف یہ کہ بٹالوی صاحب کو اس فتوے کے طیار کرنے میں یہودیوں کے فقیہوں سے بھی زیادہ خیانت کرنی پڑی۔ اور وہ خیانت تین قسم کی ہے۔ **اوّل** یہ کہ بعض لوگ جو مولویّت اور فتوے دینے کا منصب نہیں رکھتے وہ صرف مکفّرین کی تعداد بڑھاتے کے لئے مفتی قرار دئیے گئے۔ **دُوسرے** یہ کہ بعض ایسے لوگ جو علم سے خالی اور علانیہ فسق و فجور بلکہ نہایت بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ وہ بڑے عالم متشرع متصوّر ہو کر ان کی مُہریں لگائی گئیں۔ **تیسرے** ایسے لوگ جو علم اور دیانت رکھتے تھے۔ مگر واقعی طور پر اس فتوئے پر انہوں نے مُہر نہیں لگائی۔ بلکہ بٹالوی صاحب نے سراسر چالاکی اور افترا سے خود بخود ان کا نام اس میں جڑ دیا۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کے بارے میں ہمارے پاس تحریری ثبوت ہیں۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اَور صاحب کو اس میں شک ہو تو وہ لاہور میں ایک جلسہ منعقد کر کے ہم سے ثبوت مانگیں۔

تا سیاہ رُوئے شود ہر کہ درو غش باشد

یوں تو تکفیر کوئی نئی بات نہیں۔ ان مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ
لوگ ایک باریک بات سُنکر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے
ہیں۔ اور چونکہ خُدا تعالیٰ نے یہ عقل تو ان کو دی ہی نہیں۔ کہ بات کی تہ تک پہنچیں
اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں۔ اس لئے اپنی نافہمی کی
حالت میں تکفیر کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور اولیائے کرام میں سے ایک بھی ایسا
نہیں کہ ان کی تکفیر سے باہر رہا ہو۔ یہاں تک کہ اپنے مُنہ سے کہتے ہیں کہ
جب **مہدی موعود** آئے گا تو اس کی بھی مولوی لوگ تکفیر کریں گے اور
ایسا ہی **حضرت عیسےٰ جب اُتریں گے**۔ تو ان کی بھی تکفیر ہو گی۔ اِن
باتوں کا جواب یہی ہے۔ کہ اے حضرات آپ لوگوں سے خُدا کی پناہ۔
اور سبحانہٗ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کے شر سے بچاتا آیا ہے
ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈاین کی طرح امتِ محمدیہؐ کے تمام اولیائے کرام کو
کھا جانا چاہا تھا۔ اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو۔ اور
اپنے ہاتھ سے ان نشانیوں کو پُوری کر رہے ہیں۔ جو آپ ہی بتلا رہے
ہیں۔ تعجبؔ کہ یہ لوگ آپس میں بھی تو نیک ظن نہیں رکھتے۔ تھوڑا عرصہ گزرا
ہے کہ موحدین کی بے دینی پر مدار الحق میں شاید تین سو کے قریب مُہر لگی تھی۔
پھر جبکہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر اُن کی تکفیروں سے کوئی کیونکر ڈرے۔
مگر افسوس تو یہ ہے کہ میاں نذیر حسین اور شیخ بٹالوی نے اس تکفیر میں
جعلسازی سے بہت کام لیا ہے۔ اور طرح طرح کے افترا کر کے اپنی
عاقبت درست کر لی ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ہم مفصل ان خیانتوں کا ذکر

نہیں کر سکتے۔ جو شیخ بٹالوی نے حسب منشأ شیخ دہلوی اپنے کفر نامہ میں کام میں لا کر اپنا نامۂ اعمال درست کیا ہے۔ صرف بطور نمونہ **ایک مولوی صاحب کا خط** معہ ان کے چند اشعار کے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے :-

بحضور فیض گنجور حضرت مجدّد وقت مسیح الزمان مہدیٔ دوران

حضرت مرزا غلام احمد صاحب دام برکاتہ'۔

پس از سلامِ سنّت اسلام گذارشِ حال اینکہ غریب نواز پٹیالہ سے حضور کے تشریف لے جانے کے بعد سکنائے بلدہ نے مجھ کو نہایت تنگ کیا۔ یہاں تک کہ مساجد میں نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا۔ مَیں نے اپنے بعض دوستوں کو ناحق کا الزام دُور کرنے کے لئے یہ لکھدیا کہ میرا عقیدہ اہلسنّت والجماعت کے موافق ہے اور انکارِ ختم نبوّت اور وجودِ ملائکہ و معجزات انبیاء و لیلۃ القدر وغیرہ موجب کفر و الحاد سمجھتا ہوں۔ وہی تحریر میری مولوی محمد حسین مہتمم اشاعۃ السُّنّۃ نے اپنے **کفرنامہ** میں جو آپ کے لئے تیار کیا تھا درج کر دی۔ مَیں نے خبر پا کر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ جو میری طرف سے فتوائے تکفیر پر عبارت لکھی گئی ہے وہ کاٹ دینی چاہیئے۔ کیونکہ مَیں حضرت مرزا صاحب کے مکفّر کو خود کافر و ملحد سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں بھیجا۔ پیچھے سے مجھے معلوم ہُوا کہ انہوں نے میرا نام مکفّرین کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کر دیا۔ سو میرے فتوٰے کی یہ حقیقت ہے۔ یہ نالائق حضور سے

بیعت ہوچکا ہے۔ للّٰہ اس عاجز کو اپنی جماعت سے خارج تصور نہ فرمائیں۔ میں اس ناکردہ گناہ سے خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اور حضور سے معافی مانگتا ہوں۔ اور چند ابیات محبت اور عقیدت کے جوش سے میں نے حضور کے بارہ میں تالیف کئے ہیں۔ وہ بھی ذیل میں تحریر کرتا ہوں اور اُمیدوار ہوں کہ میری یہ تمام تحریر معہ اشعار کے طبع کراکر شائع کر دی جائے۔

اشعار یہ ہیں

موجبِ تکفیر است تکفیرِ تو اے کانِ کرم — وایں مواہیر و فتاویٰ رہزنِ راہِ ارم
آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم! — ایں تمنّایم برارد کارسازِ قادرم
چوں بتابم روز تو حاشا و کلّا ایں کجا — من فدائے روئے تو اے رہبرِ دیں پرورم
دینِ مردہ را بقالب جاں درآمد از دمت — چوں ازیں انفاس اعراضی کنم اے مہترم
من کجا وایں طور بدعہدی و بیراہی کجا — خادمم تا زندہ ہستم واز دل و جاں چاکرم
حملہ ہا کردند ایں غولانِ راہِ حق بہ من — رہ زدندے گر نبودے لطفِ یزداں رہبرم
ایں یہودی سیرتاں قدرِ ترا نشناختند — چوں نبیؑ ناصری نفریں شنیدی لاجرم
ہر کہ تکفیرت کند کافر ہماں ساعت شود — حق نگہدارد مرا ازیں زمرۂ نامحترم
بر منِ اُمّی بہ بخش اے حضرتِ مہرِ منیر — گر خطا دیدی ازاں بگذر کہ من مستغفرم
تار و انم ہست در تن از دل و جانم غلام — لطف فرما کز تذلّل بر درِ تو حاضرم
نورِ ماہِ دینِ احمد بر وجودت شد تمام — آمدی در چاردہ اے بدرِ تام و انورم
حسبِ تبشیرِ نبیؐ بر وقت خود کردی ظہور — السّلام اے رحمتِ ذاتِ جلیل و اکبرم

مشکلاتِ دینِ حق بردستِ تو آساں شُدند میکنی تجدیدِ دیں از فضلِ ربِّ ذوالکرم

ازرہِ منت دروئم را مُسلماں کردہُ

گر نباشم جاں نثارِ آستانت کافرم

راقم خاکسار مولوی حافظ عظیم بخش پٹیالوی ۴ ۲ مئی ۱۸۹۲ء

اگر کوئی جگہ حضور کے رسالہ میں خالی ہووے تو یہ اشتہار مندرجہ ذیل میرے مکرم و شفیق اُستاد کا بھی طبع فرما کر ممنون فرماویں

اشتہار

جو فتوے بحق امامنا مخدومنا مسیحنا و مسیح الدنیا میرزا غلام احمد صاحب قادیانی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا ہے اس کے علماء پٹیالہ کی فہرست میں میرے بعض احباب نے میرے ہمنام مولوی عبد اللہ پٹیالوی کے نام کو میرا نام خیال کیا ہے اور بعض نے دریافت کے لئے میرے نام عنایت نامجات بھی ارسال فرمائے ہیں۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ناظرین کو اور بھی شبہ میں ڈالا کہ اس نام پر یہ نوٹ ایزاد کیا کہ "یہ مولوی صاحب بھی میرزا صاحب کے پہلے معتقد تھے" لہذا میں جمیع احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ مولوی عبد اللہ پٹیالوی اور شخص ہیں۔ اور وہ کبھی پہلے بھی مرزا صاحب کے معتقد نہ تھے۔ اور نہ ہیں۔ باقی رہا نیاز مند سو میں اسی طرح اس فدائے قوم و کشتۂ اسلام کا معتقد و نیاز مند ہوں۔

المشتہر۔ خاکسار محمد عبد اللہ خان دوم مدرس عربی مہندر کالج پٹیالہ ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۹ھ

رسالہ نشانِ آسمانی کی امدادِ طبع کے لئے جو مخلص دوستوں کی طرف خط لکھے گئے تھے ان کا خلاصہ جواب

خلاصہ خط اخویم مولوی سیّد تفضل حسین صاحب تحصیلدار علی گڑھ ضلع فرخ آباد سلمہ اللہ تعالےٰ

"دو والا نامے بندگانِ عالی شرف ورود لائے باعثِ عزت ہوئے مجھ کو بہت شرم ہے کہ عرصہ سے مَیں نے کوئی عریضہ حضور میں نہیں بھیجا۔ مگر ہر وقت یاد بندگانِ والا میں رہا کرتا ہوں۔ حضور کا نام نامی میرا وظیفہ ہے۔ اور اکثر حضور کی کتب دیکھا کرتا ہوں۔ اور ان کو ذریعۂ بہتری دارین سمجھتا ہوں۔ پچاس جلد رسالہ نشانِ آسمانی یا جس قدر حضور خود چاہیں میرے پاس بھجوا دیں۔ مَیں ان کو خرید لوں گا۔ اور اپنے دوستوں میں تقسیم کردونگا مجھے حضور کی کتابوں کی اشاعت سے دلی خوشی پہنچتی ہے۔ اور میرے سب اہل وعیال خوش اور اچھے ہیں۔ اور حضور کو یاد کیا کرتے ہیں۔

عریضہ نیاز کمترین تفضل حسین از علی گڑھ
ضلع فرخ آباد ۳۱ مئی ۱۸۹۲ء

مولوی صاحب موصوف چندہ امدادی دیتے ہیں۔ اور امداد کے طور پر اپنی تنخواہ میں سے رقم کثیر دے چکے ہیں۔

خلاصہ خط اخویم نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سلمہ اللہ تعالے

جناب کا عنایت نامہ پہنچا - بندہ رسالہ نشان آسمانی کی دو سو جلد فی الحال خرید کرے گا . راقم محمد علی خان

نواب صاحب موصوف ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ پانسو روپیہ کی کتابیں اس عاجز کی خرید کرکے محض للہ تقسیم کرچکے ہیں -

خلاصہ خط اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی سلمہ اللہ تعالیٰ

سات سو جلد رسالہ نشان آسمانی نابکار کے خرچ سے چھپوایا جائے اور فروخت کیا جائے . اور اس کی قیمت حضور اپنی مرضی سے جہاں چاہیں خرچ فرمائیں . بیس روپیہ معہ بقیہ چندہ دو روپیہ محمد صاحب عرب ابھی ارسال خدمت ہیں . اور مابعد میں عنقریب ایک سو روپیہ یا اس سے دس بیس روپیہ زائد بھیجتا ہوں . یا جلد تر خود لے کر باریاب خدمت ہوں گا . ورنہ منی آرڈر بھیج دوں گا . (ایک سو روپیہ پہنچ گیا)

حکیم صاحب موصوف پہلے بھی تخمیناً سات سو روپیہ امداد کے طور پر دے چکے ہیں *

خلاصہ خط اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معالج ریاست جموں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم مع التسلیم امابعد ایک خاکسار بالکل نابکار اور خاکساری کے ساتھ نہایت ہی شرمسار بحضور حضرت مسیح الزمان عرض پرداز اس خادم بااخلاص اور دلی مرید کا جو کچھ ہے بتمامہ آپ ہی کا ہے۔ زن و فرزند روپیہ آبرو و جان۔ میری یہی سعادت ہے کہ تمام خرچ میرا ہو۔ پھر جس قدر حضور پسند فرماویں برادرم فصیح بھی اس وقت موجود ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر میرے مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں حضور رسالہ کو طبع فرماویں تو چہارم حصہ قیمت کا منافعہ رہے گا۔

مولوی حکیم نور دین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفتِ ایثار اور للّٰہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردیٔ اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرتِ مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولا میں اُٹھا دینا اور اپنے لئے دُنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی۔ یا اُن میں جن کے دلوں پر اُن کی صحبت کا اثر ہے۔ مولوی صاحب موصوف اب تک تین ہزار روپیہ کے قریب للّٰہ اس عاجز کو دے چکے ہیں۔ اور جس قدر اُن کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں۔ اگرچہ یہ طریق دُنیا اور معاشرت کے اصولوں کے مخالف ہے مگر جو شخص خدا تعالیٰ

کی ہستی پر ایمان لاکر اور دین اسلام کو ایک سچا اور منجانب اللہ دین سمجھ کر اور بایں ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو بھی شناخت کر کے اللہ جلشانہٗ اور رسول اللہ صلعم اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں فانی ہو کر محض اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اپنے مال حلال اور طیب کو اس راہ میں فدا کرتا ہے۔ اس کا جو عند اللہ قدر ہے وہ ظاہر ہے۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؀

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار	جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب	کہ راضی وہ دِلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار	ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے	وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

خدا تعالےٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس اُمت میں زیادہ سے زیادہ کرے آمین ثم آمین ؛

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے
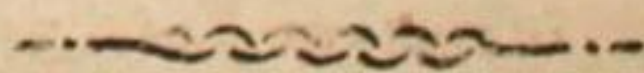
ضروری گزارش

اُن باہمت دوستوں کی خدمت میں جو کسی قدر امداد امور دین کیلئے مقدرت رکھتے ہیں

اے مرداں بکوشید و برائے حق بکوشید

اگرچہ پہلے ہی سے میرے مخلص احباب للّٰہی خدمت میں اس قدر مصروف ہیں کہ میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور دُعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم ان کو ان تمام خدمات کا دونوں جہانوں میں زیادہ سے زیادہ اجر بخشے۔ لیکن اس وقت خاص طور پر توجہ دلانے کے لئے یہ امر پیش آیا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تھے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمیں فکر تھی۔ اور اب وہ لوگ بھی جو مُسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ مولوی اور فقیہہ کہلاتے ہیں سخت مخالف ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ عوام کو ہماری کتابوں کے خریدنے بلکہ پڑھنے سے منع کرتے اور روکتے ہیں۔ اس لئے ایسی دقتیں پیش آ گئی ہیں جو بظاہر ہیبت ناک معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہماری جماعت سُست نہ ہو جائے تو عنقریب یہ سب دقتیں دُور ہو جائیں گی۔ اس وقت ہم پر فرض ہو گیا ہے کہ بیرونی اور اندرونی دونوں قسم کی خرابیوں کی اصلاح کرنے کے لئے بدل و جان کوشش کریں۔ اور اپنی زندگی کو اسی راہ میں فدا کر دیں۔ اور وہ صدق قدم دکھلاویں جس سے خدا تعالیٰ جو پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والا اور سینوں کی چھپی ہوئی باتوں پر مطلع ہے راضی ہو جائے۔ اسی بنا پر میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اس کو اس وقت تک

موقوف نہ رکھا جائے جب تک کہ خدا تعالیٰ اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے۔ لیکن کوئی قصد بجز توفیق و فضل و امداد و رحمت الٰہی انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی بشارات پر نظر کر کے جو بارش کی طرح برس رہی ہیں۔ اس عاجز کو بھی اُمید ہے کہ وہ اپنے اس بندہ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے دین کو اس خطرناک پراگندگی میں نہیں چھوڑے گا۔ جو اب اس کے لاحق حال ہے مگر برعایت ظاہری جو طریق مسنون ہے مَن انصاری الی اللہ بھی کہنا پڑتا ہے سو بھائیو جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں سلسلہ تالیفات کو بلا فصل جاری رکھنے کے لئے میرا پختہ ارادہ ہے۔ اور یہ خواہش ہے کہ اس رسالہ کے چھپنے کے بعد جس کا نام نشان آسمانی ہے۔ رسالہ دافع الوساوس طبع کرا کر شائع کیا جاوے۔ اور بعد اس کے بلا توقف رسالہ حیات النبی و ممات المسیح جو یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جائے گا۔ شائع ہو۔ اور بعد اس کے بلا توقف حصہ پنجم براہین احمدیہ جس کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے۔ ایک مستقل کتاب کے طور پر چھپنا شروع ہو۔ لیکن میں اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں کہ ہر یک رسالہ جو میری طرف سے شائع ہو میرے ذی مقدرت دوست اس کی خریداری سے مجھ کو بدل و جان مدد دیں۔ اس طرح پر کہ حسب مقدرت اپنی ایک نسخہ یا چند نسخے اس کے خرید لیں۔ جن رسائل کی قیمت تین آنہ یا چار آنہ یا اس کے قریب ہو۔ ان کو ذی مقدرت احباب اپنی مقدور کے موافق ایک مناسب تعداد تک لے سکتے ہیں۔ اور پھر

وہی قیمت دوسرے رسالہ کے طبع میں کام آسکتی ہے۔ اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جو ان پر بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو۔ تو ان کو سمجھنا چاہیئے کہ اس وقت دینِ اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں۔ اور زکوٰۃ نہ دینے میں جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ اور عنقریب ہے جو منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے۔ پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانتِ اسلام میں زکوٰۃ دی جاوے۔ زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں۔ اور میری تالیفات بجز ان رسائل اور بھی ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں جیسے رسالہ احکام القرآن اور اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام از بس ضروری ہے۔ اس لئے بشرطِ فرصت کوشش کی جائے گی۔ کہ یہ رسائل بھی درمیان میں طبع ہو کر شائع ہو جائیں۔ آئندہ ہر ایک امر اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہے۔ یفعل ما یشاء وھو علیٰ کل شیٍٔ قدیرٌ۔

خاکسار:- مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۸ مئی ۱۸۹۲ء

ضروری اشتہار

اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر

ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں۔ تا حجتِ اسلام روئے زمین پر پوری ہو لیکن اس ضعف اور قلتِ جماعت کی حالت میں ابھی یہ ارادہ کامل طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ بالفعل یہ تجویز کیا ہے کہ اگر حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبتِ اسلام میں بدل وجان فداشدہ ہیں قبول کریں تو کسی قدر جہاں تک ممکن ہو یہ خدمت ان کے سپرد کی جائے۔ مولوی صاحب موصوف بچوں کی تعلیم اور درس قرآن وحدیث اور وعظ ونصیحت اور مباحثہ اور مناظرہ میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہے اگر وہ اس کام میں لگ جائیں لیکن چونکہ انسان کو حالتِ عیالداری میں وجہِ معیشت سے چارہ نہیں۔ اس لئے یہ فکر سب سے مقدم ہے کہ مولوی صاحب کے کافی گزارہ کے لئے کوئی احسن تجویز ہو جائے یعنی یہ کہ ہر ایک ذی مقدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر جب تک خدا تعالیٰ چاہے ان کے گزارہ کے لئے بحسب استطاعت اپنی کوئی چندہ مقرر کریں۔ اور پھر جو کچھ مقرر ہو بلا توقف ان کی خدمت میں بھیجدیا کریں۔ دُنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے۔ آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ تیاری کرنی چاہیئے مبارک وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لئے دن رات لگا ہوا ہے۔ اس اشتہار کے پڑھنے پر جو صاحب چندہ کے لئے تیار ہوں وہ اِس عاجز کو اطلاع دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتھر خاکسار:- غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۶ رمئی سنہ ۱۸۹۲ء

طبِّ رُوحانی

یہ کتاب حضرت حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم کی تالیفات میں سے ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے اس کتاب میں اس علم مخفی سلب امراض اور توجہ کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے جس کو حال کے مشائخ اور پیرزادے اور سجادہ نشین پوشیدہ طور پر اپنے خاص خاص خلیفوں کو سکھلایا کرتے تھے۔ اور ایک عظیم الشان کرامت خیال کی جاتی تھی۔ اور جس کے طلب میں اب بھی بعض مولوی صاحبان دُور دُور کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے محض للّٰہ عام و خاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو منگوا کر ضرور ہی مطالعہ کریں۔ کہ یہ بھی منجملہ ان علوم کے ہے جو انبیاء پر فائض ہوئے تھے۔ بلکہ حضرت مسیح کے معجزات تو اس علم کے سرچشمہ میں سے تھے۔

کتاب کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جو لدھیانہ محلہ جدید میں رہتے ہیں ان کی خدمت میں خط و کتابت کرنے سے قیمتاً مل سکتی ہے۔